ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

23

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

14 تا 20 ذوالقعدہ 1443ھ / 14 تا 20 جون 2022ء

تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ

خاتم النبیین ﷺ کی محبت اور تکریم ہر مسلمان کے لیے سرمایۂ حیات ہے اور اس کے بغیر کوئی مسلمان ایمان کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت وعقیدت مسلمان کے ایمان کا بنیادی جزو ہے اور کسی بھی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک رسول اللہ ﷺ کو تمام رشتوں سے بڑھ کر محبوب ومقرب نہ جانا جائے۔ اور یہی چیز اہلِ اسلام کو دنیا کی دیگر مذہبی روایات سے ممتاز کرتی ہے۔ اہلِ اسلام کا یہ تہذیبی سرمایہ ہمیں اندھیروں میں روشنی دکھاتا ہے اور مایوسیوں سے نجات دلاتا ہے۔ جب تک مسلمان کا دل اس جذبہ سے سرشار اور آباد رہتا ہے وہ کبھی اغیار سے مغلوب نہیں ہوتا۔ اِسی تہذیبی دولت وسرمایہ کی تپش وحرارت سے مسلمانوں نے ہزار برس سے زائد تک دنیا کے سامنے علمی، عملی، معاشی وریاستی اور فکری وفنی محیر العقول کارنامے سرانجام دیئے۔ عالمِ کفر نے اسی بات کو مسلمانوں کی کمزوری بنانا چاہا ہے اور ایسے ایسے فتنے اور فرقے عالمِ اسلام میں پھیلا دیئے جن کی کاوشوں کا مقصدِ اوّلین یہ ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کے قلوب واذہان سے عشق وادبِ رسول ﷺ کے والہانہ جذبوں کو کم کیا جائے۔ علامہ محمد اقبالؒ نے ان کی اس بدنیتی کو یوں بے نقاب کیا:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو!

مسلمان جب بھی اپنے نبی کریم ﷺ سے والہانہ تعلق کی بات کرتا ہے تو غیر مسلم اور عملی وفکری طور پر مغلوب ومفلوج نام نہاد روشن خیال بنیاد پرستی کا طعنہ دے کر اس جذبے کو سرد کرنے اور خود مصلح بننے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اللہ پاک نے ان منافقوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ:13) ''خبردار! وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں۔''

خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت ہی اسلام ہے۔ قرآن مجید میں اطاعت واتباع کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی تعظیم، تکریم اور ادب کی بھی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن کریم میں تعظیم وادب بجالانے والوں کی تحسین کی گئی، انہیں اجرِ عظیم اور بخشش کی نوید سنائی گئی جبکہ اس کے برعکس آداب وتعظیم سے غفلت برتنے والوں کو تنبیہ بھی کی گئی اور دردناک عذاب کا انجام بھی سنایا گیا۔ آپ ﷺ کو ایذا پہنچانے والوں اور گستاخی کرنے والوں کے لیے سخت احکامات نازل ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور ادبِ مصطفیٰ ﷺ سے عبارت ہیں۔ اور یہی طرزِ عمل ہم سے بھی مطلوب ہے۔ بقول مولانا ظفر علی خان ؎

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

مرتب کردہ: فرید اللہ مروت

اس شمارے میں

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ!
اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جلیلہ
سود کی حرمت: خباثتیں اور.....
امریکہ پاکستان میں LBGTQI کا پشت پناہ کیوں؟
سیدہ اُمِّ ایوب الانصاریہ رضی اللہ عنہا
تتلی تماشا یا انقلاب

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو جواب

الھدیٰ 989 ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ الشعراء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 19، 20

وَ فَعَلۡتَ فَعۡلَتَکَ الَّتِیۡ فَعَلۡتَ وَ اَنۡتَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۱۹﴾
قَالَ فَعَلۡتُہَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّیۡنَ ﴿ؕ۲۰﴾

آیت ۱۹: ﴿وَفَعَلۡتَ فَعۡلَتَکَ الَّتِیۡ فَعَلۡتَ وَاَنۡتَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۱۹﴾﴾ ’’اور تم نے جو اپنا وہ کام کیا جو کیا‘ اور تم ناشکروں میں سے ہو۔‘‘

فرعون نے اپنے مزعومہ احسانات جتلانے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ بھی یاد دلا دیا کہ تم نے ہمارے ایک آدمی کو بھی قتل کیا ہوا ہے۔ اور آخر میں بڑی رعونت سے کہا کہ تم کتنے ناشکر گزار اور احسان فراموش ہو!

آیت ۲۰: ﴿قَالَ فَعَلۡتُہَاۤ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیۡنَ ﴿۲۰﴾﴾ ’’موسیٰؑ نے کہا: میں نے وہ تب کیا تھا جب کہ مَیں ناواقفوں میں سے تھا۔‘‘

یعنی یہ فعل مجھ سے نادانستگی میں ہوا تھا اور اُس وقت مَیں ابھی حقیقت سے ناآشنا بھی تھا۔ ابھی رسالت اور نبوت مجھے نہیں ملی تھی اور میں خود تلاشِ حقیقت میں سرگرداں تھا۔ لفظ ’’الضّال‘‘ کے دو مفاہیم کے بارے میں سورۃ الفاتحہ کے مطالعے کے دوران وضاحت کی جا چکی ہے۔ اس لفظ کے ایک معنی تو راستے سے بھٹک جانے والے اور غلط فہمی کی بنا پر کوئی غلط راستہ اختیار کر لینے والے کے ہیں‘ لیکن اس کے علاوہ جو شخص ابھی درست راستے کی تلاش میں سرگرداں ہو اُس پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اور اسی مفہوم میں یہ لفظ سورۃ الضحیٰ کی اس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے استعمال ہوا ہے: ﴿وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَہَدٰی ﴿۷﴾﴾ کہ ہم نے آپؐ کو تلاشِ حقیقت میں سرگرداں پایا تو راہنمائی فرما دی!

درس حدیث

دعوت الی اللہ کی راہ میں رکاوٹیں

عَنۡ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ((لَقَدۡ اُخِفۡتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدۡ اُوۡذِیۡتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُؤۡذٰی اَحَدٌ، وَلَقَدۡ اَتَتۡ عَلَیَّ ثَلَاثُوۡنَ مِنۡ بَیۡنِ یَوۡمٍ وَّلَیۡلَۃٍ وَّمَالِیۡ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ یَّاۡکُلُہٗ ذُوۡ کَبِدٍ اِلَّا شَیۡءٌ یُّوَارِیۡہِ اِبۡطُ بِلَالٍ)) (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’میں اللہ کی راہ میں ڈرایا اور ستایا گیا ہوں۔ میری طرح نہ کسی کو ڈرایا گیا ہے اور نہ ستایا گیا ہے۔ مجھ پر مسلسل تیس دن اور رات ایسے بھی گزرے ہیں کہ اس عرصہ میں میرے اور بلال کے لیے ایسی خوراک نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے، سوائے اس تھوڑی سی چیز کے جو بلال نے اپنی بغل میں چھپا رکھی تھی۔‘‘

کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسی سے دعا مانگتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ!

دنیا میں انبیاء اور رسل کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے نمائندے کی ہوتی ہے گویا وہ اللہ کے فرمودات اور احکامات اللہ کے بندوں تک پہنچانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور اُنہیں اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلانے کی اپنی تیئں کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات سمجھنے کی ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص ہے یعنی ہر رسول نبی بھی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا گویا رسول کو ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔ پھر رسولوں میں پانچ اولوالعزم رسول ہیں۔ جیسا کہ آیت ﴿فَاصۡبِرۡ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ (الاحقاف 35) ’’پس (اے محمد ﷺ) جس طرح اور عالی ہمت پیغمبر صبر کرتے رہے ہیں اسی طرح تم بھی صبر کرو۔‘‘ کی روشنی میں تفسیر طبری اور ابن عباسؓ کے تحت اس کی تفسیر میں حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ اولوالعزم رسول ہیں۔ انبیاء اور رسل کی اس سنہری زنجیر میں آخری نبی اور رسول حضور ﷺ ہیں اور قرآن پاک نے حتمی طور پر کہہ دیا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ﴾ (الاحزاب:40) ’’محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کردینے والے) ہیں۔‘‘ گویا نبوت کا دروازہ تاقیامت بند کردیا گیا۔ لیکن آخری نبی اور رسول ہونے سے کہیں بڑھ کر فضیلت کی بات یہ ہے کہ آپؐ پر دین کی تکمیل بھی ہوگئی۔ ارشاد ہوتا ہے: ﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ﴾ (المائدہ:3) ’’آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کردیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔‘‘ یہ انتہائی فضیلت کا رتبہ ہے جو آپ ﷺ کو ملا۔ پھر آپ ﷺ پر جو کتاب نازل کی گئی یعنی قرآن پاک اُسے نہ صرف حتمی اور آخری آسمانی صحیفہ قرار دیا گیا۔ بلکہ بڑے دوٹوک انداز میں اُس کے متن کی تاقیامت حفاظت کا اعلان بھی کیا گیا۔ کسی دوسری آسمانی کتاب کے تحفظ کا اللہ نے وعدہ نہیں کیا، اسی لیے اُن میں تحریف ہوگئی۔ ہر زمانے میں حفاظ قرآنِ پاک کے متن کی حفاظت کے زندہ ثبوت کے طور پر موجود رہے اور آج بھی ہیں۔ پھر اللہ رب العزت نے حضور ﷺ پر یہ کتاب جس شب نازل کی اُسے شب قدر قرار دے دیا اور وضاحت فرما دی کہ اس رات کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے افضل ہے۔ اس مقدس کتاب میں جہاں انسان کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر زندگی گزارنے کے طریقے ماضی کی مثالیں دے کر حال کی طرف توجہ دلا کر اور مستقبل کے اشارے دے کر سمجھائے اور سکھائے گئے وہاں حضور ﷺ کی شان اور عظمت بیان فرما کر آپ ﷺ کو بے مثل، بے نظیر اور لاثانی قرار دیا۔ کہیں فرمایا: ﴿وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ۴﴾ (الم نشرح:4) ’’اور تمہارا ذکر بلند کیا۔‘‘ کہیں فرمایا:

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

14 تا 20 ذوالقعدہ 1443ھ جلد 31
14 تا 20 جون 2022ء شمارہ 23

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

’’دارالاسلام‘‘ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ① مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ② وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ③ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ④﴾ (النجم) ''تارے کی قسم جب غائب ہونے لگے، کہ تمہارے رفیق (محمد ﷺ) نہ رستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں۔ اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں۔ یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔'' یہ تو چند مثالیں ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے آپ ﷺ کی شان بیان کی اُس کا احاطہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ بقول مرزا غالبؔ

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

پھر یہ کہ وہ رات جسے ہم شب معراج کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر کرائی، جنت اور دوزخ دکھائے اور اہم ترین بات یہ ہے کہ قیامت تک کہ مسلمانوں کے دلوں میں آپ ﷺ کی محبت آپ ﷺ کا عشق معجزاتی طور پر ودیعت کر دیا۔ مسلمان اسلام کے احکامات پر عمل کرتا ہو یا نہ کرتا ہو آپ ﷺ کے نام پر، آپ ﷺ کی عزت وعظمت پر، آپ ﷺ کی ناموس پر جان، مال اولاد نچھاور کرنے پر تیار نظر آتا ہے۔ یہ اُن مسلمانوں کا حال ہے جنہیں آپ ﷺ کا دیدار بھی نصیب نہ ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ ﷺ صرف مسلمانوں کے لیے باعث رحمت نہیں بلکہ رحمۃ للعالمین تھے۔ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ⑩⑦﴾ (الانبیاء) ''اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جہان کے لیے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ محسن انسانیت تھے۔ دنیا غور کرے، آپ ﷺ نے غیر مسلموں پر کیسے کیسے احسان کیے؟ آزادی، اخوت، مساوات، قانون کی بالادستی، انسانی زندگی کی اہمیت، جانوروں پر رحم کھانا بھی۔ آپ ﷺ ہی نے دنیا کو بتایا اور سمجھایا وگرنہ دنیا ان صفات سے ناآشنا تھی۔ آج یہ غیر مسلم کائنات کی عظیم ترین ہستی کے بارے میں ہرزہ سرائی اور بدگوئی کریں تو یہ بدترین احسان فراموشی نہیں تو اور کیا ہے؟ آج مسلمانوں کے دل زخمی ہیں کیونکہ بھارتیہ جنتا پارٹی کی مرکزی ترجمان نپور شرما کی جانب سے ایک ٹی وی پروگرام کے دوران اسلام اور حضور ﷺ کے حوالے سے انتہائی توہین آمیز گفتگو کی گئی۔ گستاخی کی تمام حدیں عبور کر دی گئیں۔ ملعونہ نپور شرما نے گزشتہ ماہ انڈیا کے مقامی نیوز چینل ٹائمز ناؤ کے ایک پروگرام میں شرکت کے دوران گیانواپی مسجد کے تنازعے پر بات کرتے ہوئے حضور ﷺ کی ازدواجی زندگی کے حوالے سے ہرزہ سرائی کی۔ اس نام نہاد مباحثے کے دوران جب ملعونہ نپور شرما اور مسلم پولیٹیکل کونسل آف انڈیا نامی تنظیم کے صدر ڈاکٹر تسلیم رحمانی کے درمیان سخت لفظوں کا تبادلہ ہوا تو نپور شرما نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں انتہائی توہین آمیز الفاظ استعمال کیے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دوسری طرف دہلی میں بی جے پی کے میڈیا ہیڈ نوین جندال نے انتہائی متنازع ٹویٹ کیا۔ جس میں کھلم کھلا اسلام اور حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی۔ بی جے پی سے ہٹائے جانے کے بعد، اس نے اپنا ٹویٹر پروفائل تبدیل کیا، اپنے سابقہ عہدہ کو ہٹا دیا اور اس کی جگہ ''ہندو فخر'' اور ''قوم پرست'' شامل کیا۔ بی جے پی کے مرکزی رہنماؤں کے ان گستاخانہ بیانات پر بھارت سمیت دنیا بھر میں شدید احتجاج جاری ہے۔ ٹوئٹر پر بائیکاٹ انڈیا کے نعرے بلند ہونے لگے، عرب دنیا کے مسلمانوں نے بھی اپنے شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے اور سعودی عرب میں بھی یہ ٹرینڈ ٹاپ پر ہے۔ مصر، سعودی عرب، قطر، بحرین اور کویت میں بائیکاٹ انڈیا کی مہم چل پڑی ہے اور بھارت سے درآمد شدہ اشیاء استعمال نہ کرنے کی اپیل کی جا رہی ہے۔

اندازہ کیجیے کہ مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں کے سخت ردعمل کی وجہ سے وہاں کے حکمرانوں کو بھی بھارت سے کسی نہ کسی سطح پر رابطہ ختم کرنا پڑا۔ جس کے نتیجہ میں ہندوتوا کی طرف اندھا دھند بڑھنے والی بی جے پی کی حکومت بدبخت ملعون اور ملعونہ کے خلاف ایکشن لینا پڑا۔ مسلم دنیا خاص طور پر مشرق وسطیٰ کے حکمران اگر ایک عرصہ تک مستقل طور پر اور تسلسل سے سفارتی اور تجارتی دباؤ ڈالیں تو کیا بھارت اوندھے منہ نہیں گر جائے گا۔ بھارت کی اکانومی برباد ہو جائے گی اور وہ بھارت کے مسلمانوں پر ظلم وستم ختم کرنے پر مجبور نہیں ہو جائے گا اور کشمیر کے حوالے سے اُس کی اٹوٹ انگ کی رٹ اپنے مفادات تلے دب نہیں جائے گی۔ ہم سمجھتے ہیں اگر امت مسلمہ کچھ دیر کے لیے دنیوی سود وزیاں سے لاتعلق ہو کر یہ موقف اپنائے کہ دنیا کے جس ملک میں بھی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی ہوگی یا اسلامی شعائر کا مذاق اُڑایا جائے گا یا مسلمانوں پر ظلم وستم ہوگا۔ امت مسلمہ یک زبان اور یک جان ہو کر اُس کا مقابلہ کرے گی تو دنیا کا کوئی ملک دین اسلام کے خلاف زبانی یا عملی کسی نوع کی کارروائی نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا آج اگر یورپ اور بھارت میں مسلمان خواتین کے چہروں سے نقاب نوچے جا رہے ہیں یا فلسطین اور کشمیر میں مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھایا جا رہا ہے تو یہ سب ہماری کمزوری، بدعملی اور حماقتوں کا نتیجہ ہے اور اگر ہمارا اور خصوصاً مسلمان حکمرانوں کا یہی طرزِ عمل رہتا ہے تو ظاہری احتجاج جتنا چاہیں کر لیں، اسلامی شعائر اور مقدس ہستیوں کی توہین کا سلسلہ جاری رہے گا بلکہ بڑھتا چلا جائے گا اور ہم احتجاج کی رسم ادا کر کے خود کو مطمئن کرتے رہیں گے۔ گویا ہم خود دشمن کی اسلام مخالف کارروائیوں کا سبب بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے اور اپنی کج روی ختم کرنے کی توفیق عطا کرے تاکہ امت کے تنِ مردہ میں جان پڑ سکے۔

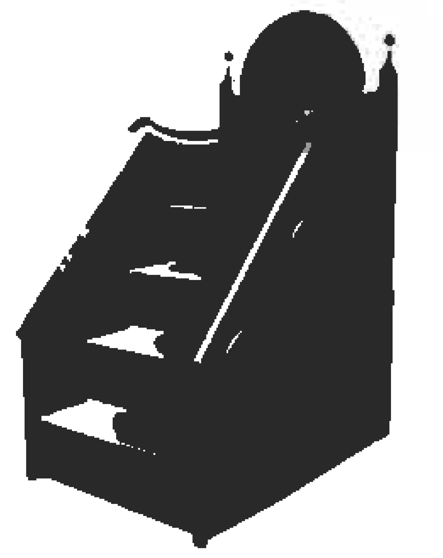

اللہ تعالیٰ کی صفات جلیلہ

(سورۃ الحدید کی آیات 3 اور 4 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 27 مئی 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراھیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الحدید کی آیات 3 اور 4 کا مطالعہ کریں گے۔ اس سے قبل ہم نے ابتدائی دو آیات کا مطالعہ کیا جن میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا ذکر آیا۔ ایک تسبیح وہ ہے جو جمادات اور نباتات بھی کر رہے ہیں مگر ایک تسبیح وہ ہے جو اللہ کو اپنے بندوں سے مطلوب ہے اور وہ یہ ہے کہ بندے اپنے آپ کو اللہ کے حکم کے تابع بھی کریں، اللہ کے حکم کی دعوت بھی دوسروں کو دیں اور اللہ کے حکم کے نفاذ کی جدوجہد بھی کریں۔ اسی کے ساتھ ذکر آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے‘ اللہ تعالیٰ خالق و مالک بھی ہے‘ اللہ تعالیٰ حاکم بھی ہے۔ یعنی دین کے اس پہلو کو بھی پیش نظر رکھا جائے کہ جیسے نماز ادا کرنا لازم ہے اسی طرح اس بات کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے کہ اللہ پوری کائنات کا بادشاہ بھی ہے لہٰذا زمین پر اسی کا نظام چلنا چاہیے۔ پھر ذکر آیا کہ وہ اللہ ہی زندگی دیتا ہے اور موت بھی دیتا ہے اور وہ اللہ ہر ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ یعنی وہ اللہ تم سب کو دوبارہ پیدا کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ اس کے بعد اب تیسری آیت میں فرمایا:

﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ﴾ ’’وہی اول ہے‘ وہی آخر ہے‘ وہی ظاہر ہے‘ وہی باطن ہے۔‘‘

الاول، الآخر، الظاہر و الباطن‘ یہ چار اللہ کے صفاتی نام ہیں۔ ان کے مفہوم کے اعتبار سے ایک حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ کی دعا نقل کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الظَّاھِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ))

’’اے اللہ! تو ہی وہ اول ہے جس سے پہلے کچھ نہیں۔ اور تو ہی وہ آخر ہے جس کے بعد کچھ نہیں ہوگا۔ تو ہی ظاہر ہے، تجھ سے بڑھ کر نمایاں یا بالاتر کوئی نہیں اور اے اللہ! تو ہی ایسا باطن ہے کہ تجھ سے زیادہ مخفی کوئی نہیں!‘‘

زیر مطالعہ آیت میں انہی چار صفات کا ذکر آیا:

الاول: جب کائنات بھی نہیں تھی تو اللہ تھا۔ لہٰذا وہ اول ہے جس سے قبل کوئی شے نہیں۔

والآخر: سب سے آخر میں بھی اللہ ہی ہوگا۔ ہم عارضی طور پر ہیں، پھر مر جائیں گے۔ سورۃ الرحمٰن میں فرمایا:

﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۷۸﴾ ’’بہت بابرکت نام ہے تیرے رب کا جو بہت عظمت والا‘ بہت اکرام والا ہے۔‘‘

اصل تو اللہ ہے، البتہ ہماری زندگی اللہ کے اذن سے ہے، ہمارا وجود اس کی قدرت کا شاہکار ہے۔ ہم سب اس کے محتاج ہیں۔ مگر وہ از خود الحی (زندہ) ہے، القیوم (قائم رکھنے والا، تھامنے والا ہے)۔

والظاہر: یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں جابجا اس پوری کائنات میں اور ہمارے وجود میں موجود ہیں۔ کسی بدو سے پوچھا گیا کہ تم نے رب کو کیسے پہچانا؟ وہ کہتا ہے: یہ بکری کی مینگنیاں نظر آ رہی ہیں؟ یہ مینگنیاں بتا رہی ہیں کہ یہاں سے کسی بکری کا گزر ہوا ہے تو کیا یہ زمین، یہ آسمان، یہ پہاڑ، یہ انسان، یہ جانور‘ یہ سب کچھ نہیں بتا رہا ہے کہ اس کو کسی نے پیدا کیا ہے۔ ایک بوڑھی اماں سے پوچھا گیا کہ تم نے اللہ کو کیسے پہچانا؟ اس نے کہا: کمبخت اتنی سی بات کی سمجھ نہیں آتی؟ میں کپڑا تیار کرنے کے لیے چرخہ چلاتی ہوں، میرے چلائے بغیر چلتا نہیں تو تیرا کیا خیال ہے‘ یہ سورج چاند ستارے خود بخود پیدا ہو گئے اور خود بخود چل رہے ہیں؟ یہاں سے شروع کریں اور آج کا کوئی سائنسی ذہن رکھنے والا شخص ہو، وہ بھی اس کائنات کے نظام پر غور و فکر کرے، جتنا غور کرے گا اپنی کم علمی لاعلمی، جاہلیت اور کمزوری اور بے بسی کا اتنا ادراک ہوگا اور اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے ہمارے سامنے واضح ہوتے چلے جائیں گے۔

والباطن: ایک طرف اس کی قدرت کے نظارے بتاتے ہیں کہ کوئی ہے جو پیدا کرنے والا ہے، کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے۔ البتہ وہ نظر بھی نہیں آ رہا۔ یعنی اتنا پوشیدہ بھی ہے کہ اس سے زیادہ پوشیدہ کوئی نہیں۔ آگے فرمایا:

﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۳﴾

’’اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔‘‘

پچھلی آیت میں آیا تھا: **وھو علی کل شی قدیر۔**

اب آیا وھو بکل شی علیم۔ ان دونوں آیات کے مجموعہ سے عقیدۂ آخرت بھی بیان ہوتا ہے۔ اس لیے کہ کئی مرتبہ انسانوں کو یہ شبہ ہوا کہ کیسے ممکن ہے کہ جب ہم مٹی مٹی ہو جائیں گے تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ اس کے جواب میں پہلی آیت ہے کہ وھو علی کل شی قدیر۔ جس نے پہلی مرتبہ پیدا فرمادیا‘ دوبارہ پیدا فرمانا اس کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔ اسی طرح کبھی انسانوں کو شبہ ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہماری ایک ایک بات ریکارڈ پر آ جائے؟ اس کے جواب میں یہ آیت آگئی کہ ﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۳﴾ آج کے دور میں اگر ریکارڈ کا ایک extraction of second بھی غیر محفوظ نہیں ہے تو رب کائنات کے لیے

کیا مشکل ہے؟ کہتے ہیں کہ انسان نے آج تک اوسطاً تقریباً اپنے دماغ کا 7 فیصد استعمال کیا ہے۔ آئن سٹائن جیسے لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دس فیصد استعمال کیا ہوگا۔ ذرا سوچیے کہ جس حضرتِ انسان نے صرف سات فیصد دماغ استعمال کیا اور اتنا کچھ انتظام کر لیا کہ آج انسان کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک لفظ لائف ٹائم محفوظ ہو سکتا ہے تو اس انسان کے خالق کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ انسانوں کا سارا ریکارڈ represent کر دے۔

جاہل قسم کے فلسفیوں میں یہ بھی ایک جہالت موجود ہے کہ is Allah bothered for every person۔ اس نے یونیورس کو بنایا، گیلیکسیز ہیں، سولر سسٹمز ہیں، سب کچھ ہے لیکن اللہ ہر انسان کے بارے میں پریشان ہوگا؟ فکر کرے گا اس کی؟ تو یہ جاہل فلسفیوں کا تصور ہے۔ آفاقی حقیقت یہ ہے کہ میکرو لیول کی بات ہو یا مائیکرو لیول کی بات ہو اور مائیکرو کا بھی فریکشن آف پر سنٹیج ہو اللہ اس سے بھی واقف ہے۔ یہی ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ وَنَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِهٖ نَفۡسُهٗ ۚ﴾ (سورۃ ق:16) ”اور ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم خوب جانتے ہیں جو اُس کا نفس وسوسے ڈالتا ہے۔“

ہر انسان کے دل میں اٹھنے والا وسوسہ بھی اللہ کے علم میں ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝۸﴾ (الزلزال:8) ”اور جس کسی نے ذرہ کے ہم وزن کوئی بدی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔“

انسان ایٹم بریک کر کے الیکٹران اور پروٹان تک پہنچا، کبھی غور کیا کہ یہ کس نے بنائے؟ اللہ اکبر کبیراً! یعنی اگر اتنا ذرا بھی ہے تو وہ بھی اللہ کے علم میں ہے۔ کوئی بچنے کا امکان ہے؟ بہرحال ان دو باتوں کو بار بار قرآن کریم ہائی لائٹ کرتا ہے کہ وھو کل شی قدیر، وھو بکل شی علیم۔ اس لیے کہ ہم ہوش میں آجائیں فکر مند ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کا یقین عطا فرمائے۔ ہم تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں کہ کیا ہم لوگ یوم حساب کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہیں؟ ہم تو کر کے بھول جاتے ہیں، اللہ تھوڑا ہی بھولتا ہے۔ سورۃ المجادلہ میں فرمایا:

﴿اَحۡصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوۡهُ ؕ﴾ (آیت:7) ”اللہ نے ان (اعمال) کو محفوظ کر رکھا ہے جبکہ وہ انہیں بھول چکے ہیں۔“

جس کسی نے سمارٹ فون استعمال کیا، ہم سب کا سارا ڈیٹا دستیاب ہو گیا۔ ہم نے کہاں سفر کیا، کس کس ویب سائٹ پر گئے ہیں سب کچھ محفوظ ہو گیا ہے۔ اگر گوگل کو سارا کچھ پتا ہے تو خالق کائنات کو نہیں پتا ہوگا؟ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِقۡرَاۡ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفۡسِكَ الۡيَوۡمَ عَلَيۡكَ حَسِيۡبًا ۝۱۴﴾ (بنی اسرائیل) ”پڑھ لو اپنا اعمال نامہ! آج تم خود ہی اپنا حساب کر لینے کے لیے کافی ہو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰى نَفۡسِهٖ بَصِيۡرَةٌ ۝۱۴﴾ (القیامہ) ”بلکہ انسان تو اپنے نفس کے احوال پر خود ہی خوب بصیرت رکھتا ہے۔“

اس ملک کے اندر بڑے بڑے ڈاکو، چور، مافیا، لوٹنے والے بھی ہیں۔ اللہ ہر طرح کے جرم اور گناہ سے حفاظت فرمائے۔ عدالت میں جرم ثابت نہ ہو سکا، ثبوت مل نہ سکا، وہ بچ گیا لیکن چور کو تو پتا ہے وہ چور ہے۔ اسی لیے قرآن کہتا ہے:

﴿وَّلَوۡ اَلۡقٰى مَعَاذِيۡرَهٗ ۝۱۵﴾ (القیامہ) ”اور چاہے وہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔“

او ر بندے سے بڑھ کر کس کو پتا ہے، اس کے رب کو پتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یقین عطا کرے اور ہم سب کی حفاظت کرے۔ ہمارے گناہوں کو پردے میں رکھ کر معاف فرمائے، اللہ ذلیل و رسوا نہ فرمائے۔ آگے فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِيۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ﴾ (الحدید:4) ”وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو چھ دنوں میں“

آسمان اور زمین کے الفاظ قرآن پاک میں کائنات کے لیے آتے ہیں۔ صدیوں پہلے کا انسان بھی آسمان کو جانتا تھا، زمین کو جانتا تھا اور یہی وسعت اس کی نگاہوں میں تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے الفاظ ایسے

پریس ریلیز 10 جون 2022ء

اُمتِ مسلمہ تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے عملی اقدامات کرے

شجاع الدین شیخ

اُمتِ مسلمہ تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے عملی اقدامات کرے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ فی الحال مسلمان حکمران اس حوالے سے محض زبانی جمع خرچ کر رہے ہیں۔ تجارتی بائیکاٹ کا جزوی عمل بھی محض عوام اور مذہبی رہنماؤں کی سطح پر ہو رہا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے پاکستان میں بھارتی اشیاء کے بائیکاٹ کا معاملہ نہ عوامی سطح پر سامنے آیا ہے اور نہ ہی حکمرانوں نے اس حوالے سے کوئی احکامات جاری کیے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ بی جے پی حکومت کی سرپرستی میں بھارت میں ہونے والے توہین رسالت کے اندوہناک واقعات کے باوجود حکومت پاکستان نے نہ تو نئی دہلی میں حال ہی متعین کردہ تجارتی ایلچی کو واپس بلایا ہے اور نہ ہی تجارتی اور سفارتی تعلقات کو کمتر سطح پر لایا گیا ہے۔ اُنہوں نے کہا دشمنانِ اسلام اُمت مسلمہ کی کمزوری اور انتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی شعائر کے خلاف اپنی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اس واقعہ کے خلاف مشرق وسطیٰ میں عوامی ردعمل کی وجہ سے ہندوتوا کی طرف اندھا دھند بڑھتی ہوئی بی جے پی کی حکومت کو کچھ ظاہری اقدامات کرنے پڑے ہیں۔ اگر اُمت مسلمہ متحد ہو کر اور تسلسل سے اپنا ردعمل ظاہر کرے اور بھارت سے تجارتی اور سفارتی تعلقات ختم کرنے کی طرف اقدام اُٹھائے تو بھارت فوری طور پر نہ صرف اسلامی شعائر کے خلاف اقدام ترک کر دے گا بلکہ کشمیر پر ظلم وستم ڈھانے سے گریز کرنے پر بھی مجبور ہو جائے گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

استعمال فرمائے۔ البتہ اس کی وسعتوں کا احاطہ کرنا بندوں کے لیے ممکن نہیں ہے۔ جتنا ناسا والے اور سائنس دان کائنات کی کھوج میں آگے جاتے ہیں اتنا ہی ہم سب کا تجسس بڑھتا ہے کہ یہ کائنات ابھی expanding ہے اور ابھی ہم کچھ بھی discover نہیں کر سکے۔ اسی انسان کو اللہ تعالیٰ بار بار غور وفکر کی دعوت دیتا ہے کہ اپنے رب کو پہچانو، وہی اس کائنات کو بنانے والا اور اس کا نظام چلانے والا ہے، لہٰذا اسی کا حکم مانو۔ اس کو چھوڑ کر تم جن کے دین پر چل رہے ہو وہ تو ایک ذرا نہیں بنا سکتے۔ خدائی اختیارات کے دعوے دار تو فرعون اور نمرود جیسے لوگ بھی رہے مگر کسی نے بھی creation کا دعویٰ نہیں کیا۔ آپ دیکھیے کہ فرعون نے بھی جب خدائی کا دعویٰ کیا تو یہ کہا:

﴿فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿٢٤﴾﴾ (النازعات) ”پس کہا کہ میں ہوں تمہارا سب سے بڑا رب!“

یعنی اس نے رب ہونے کا دعویٰ تو کیا لیکن خالق ہونے کا دعویٰ نہیں کیا کیونکہ فرعون کا بھی ایک باپ تھا، اس کا بھی باپ تھا اور اس کا بھی ایک باپ تھا۔ یعنی ان کو بھی کوئی پیدا کرنے والا تھا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ کائنات کو میں نے پیدا کیا۔ یہ دعویٰ صرف اللہ تعالیٰ ہی نے کیا ہے۔ یہ اللہ کی توحید کی دلیل ہے کہ خالق کائنات وہی ہے اور اسی کا حکم مانا جائے۔

چھ دن بہر حال ہمارے 24 گھنٹے والے دن نہیں ہیں بلکہ ان کو چھ مراحل بھی کہا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم! یہ متشابہات میں سے ہیں جن کا اصل مفہوم اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ البتہ سورہ حٰم السجدہ کی ابتدائی آیات میں ان چھ دنوں کی کچھ وضاحت آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار دن میں زمین کو بنایا، اس پر خوراک کا انتظام کیا، وسائل کا اہتمام کیا اور پھر دو دن میں زمین کے آسمان کو سیٹ کیا۔ اس سے ایک اور نکتہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اللہ نے زمین کو بنا کر وسائل اس میں رکھ دیے۔ اللہ کی شان کریمی اور اس کی صفت رزاقیت کو دیکھیے کہ بندے کو زمین پر بعد میں بھیجا ہے لیکن اس کے لیے زمین پر وسائل پہلے پیدا فرمائے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے بچہ ماں کے بطن سے بعد میں برآمد ہوتا ہے مگر اس ماں کے وجود میں بچے کی غذا کا انتظام اللہ پہلے فرما دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ رزق دینے والا بھی اللہ ہے۔ کچھ ظالم اور جابر قسم کے لوگ ہر معاشرے میں ہوتے ہیں جو وسائل پر قابض ہو کر بیٹھ جاتے ہیں، ان کا دراصل اللہ کی رزاقیت پر ایمان کم ہوتا ہے۔ اللہ کی صفت رزاقیت پر عدم اعتماد بھی کفریہ طرزِ عمل ہے جس سے معاشرے میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح کا ایک نعرہ یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ: بچے دو ہی اچھے۔ کیوں؟ کیا تم خالق اور رازق ہو گئے ہو معاذ اللہ۔ آگے فرمایا:

﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ط﴾ (الحدید:4) ”پھر وہ متمکن ہوا عرش پر۔“

اللہ کا عرش متشابہات میں سے ہے کیونکہ اس کی حقیقت بھی اللہ ہی جانتا ہے۔ ہمارا ایمان ساری آیات پر ہے، عمل کے اعتبار سے محکمات پر توجہ زیادہ ہوگی اور متشابہات پر ایمان رکھیں گے۔ آگے اللہ تعالیٰ کی مزید قدرتوں کا ذکر ہے: آگے فرمایا:

﴿يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ط﴾ (الحدید:4) ”وہ جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین میں اور جو کچھ نکلتا ہے اس سے‘ اور جو کچھ اترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ چڑھتا ہے اس میں۔“

زمین میں جانے والا بیج بھی ہوتا ہے۔ زمین کو بو کر کسان نے زمین کو برابر کر دیا اب اس کی آبیاری، حفاظت، نشوونما کون کر رہا ہے؟ پھر کونسی کونپل زمین سے باہر نکلے گی، پودے کا اگنا، فصل کا اگنا سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم میں ہے۔ اسی طرح مردے بھی زمین کے حوالے کیے جا رہے ہیں، وہ اللہ کے علم سے باہر نہیں ہیں اور ایک دن اللہ انہیں دوبارہ اٹھائے گا۔ اسی طرح زمین کے اندر چھپے ہوئے وسائل جن کو انسان استعمال کر رہا ہے سب اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ پھر آسمانوں سے فرشتوں کا اُترنا، کسی قوم کے لیے عذاب لے کر آ رہے ہیں، کسی کے لیے رحمت لے کر نازل ہو رہے ہیں، یہ سب فیصلے اوپر ہی ہو رہے ہیں۔ پھر فرشتے بندوں کی روحیں قبض کر کے آسمان میں چڑھتے ہیں، بندوں کے نامہ اعمال اور بندوں کی دعاؤں کا اوپر جانا سب اللہ کے علم میں ہے۔ فرمایا:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط﴾ (الحدید:4) ”اور تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ انسان کے قریب ہوتا ہے۔ کتنا قریب فرمایا:

﴿وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿١٦﴾﴾ (سورۃ ق) ”اور ہم تو اُس سے اُس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔“

البتہ اس کی کیفیت ہم سمجھ نہیں سکتے، کیوں؟

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ج﴾ (الشوریٰ:11) ”اُس کی مثال کی سی بھی کوئی شے نہیں۔“

اللہ ہر آن ہمارے ساتھ ہے اور پھر اللہ کی معیت خصوصی بھی ہوتی ہے۔ فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿١٢٨﴾﴾ (النحل) ”یقیناً اللہ اہل تقویٰ اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔“

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٣﴾﴾ (البقرۃ) ”جان لو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

ایک اللہ کی عمومی معیت ہے کہ اللہ ہمارے ساتھ نہ ہو، اس کی توجہ ہماری طرف نہ ہو تو نہ ہماری سانس چل سکتی ہے، نہ دل دھڑک سکتا ہے، نہ آنکھ دیکھ سکتی ہے اور نہ کان سن سکتے ہیں‘ نہ زبان بول سکتی ہے۔ اور ایک اللہ کی خصوصی معیت ہے جو متقین اور صابرین کو حاصل ہوتی ہے۔ ہم لوگ غور کریں، آج بچے، بوڑھے، جوان سب موبائل پر، انٹرنیٹ پر سوشل نیٹ ورک پر جڑے ہوئے ہیں، دن رات اسی طرف توجہ ہے لیکن دوسری طرف ہر بندہ شکوہ کناں ہے، ہر بندہ پریشان ہے بلکہ پریشانی، غم اور مایوسی میں لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں۔ ذرا اپنے رب سے بھی تو رابطہ کر لیجیے جو آپ کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور وہ ہر چیز پر قادر بھی ہے اور ہر چیز کا اسے علم بھی ہے، اُس کی طرف بھی توجہ کر کے دیکھ لیجیے۔ اللہ ہم سب کو توفیق دے۔

آخر میں فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٤﴾﴾ (الحدید:4) ”اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔“

اللہ دیکھ رہا ہے کہ بندہ مسجد میں نماز پڑھ کر باہر نکلتا ہے تو باہر بھی مسلمانوں والے کام کرتا ہے یا نہیں۔ اللہ سب کو دیکھ رہا ہے۔ مسجد کے خطیب کو بھی دیکھ رہا ہے، عوام الناس کو بھی دیکھ رہا ہے، حکمرانوں کو بھی دیکھ رہا ہے اور علماء کو بھی دیکھ رہا ہے۔ دینی قیادتوں کو بھی دیکھ رہا ہے۔ اکھاڑ پچھاڑ کے لیے بڑے بڑے اقدام ہو رہے ہیں، بڑے بڑے دھرنے دیے گئے اسلام آباد میں جا کر لیکن کیا سود کے خاتمے کے لیے بھی کوشش ہوگی، شریعت کے نفاذ کے لیے بھی آواز بلند ہوگی۔ جمہوری اتحاد کے لیے دینی غیر دینی سب جمع ہو جاتے ہیں۔ کیا اللہ کی شریعت کے لیے جمع ہو رہے ہیں؟ سب کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور اللہ کا دیکھنا انفارمیشن کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ بتانے کے لیے ہے کہ لوٹ کر تم سب نے اُسی ہی کی طرف آنا ہے۔ تب تمہارے سب اعمال تمہارے سامنے رکھ دیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین پر عمل کرنے، گناہوں سے بچنے اور واقعتاً اپنا بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

۞۞۞

سود کی حرمت: خباثتیں اور اشکالات

شجاع الدین شیخ
امیر تنظیم اسلامی

یہ تحریر امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے ایک خصوصی بیان سے ماخوذ ہے۔اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی جو تعلیمات عطا فرمائیں ان کے مطابق سود کا لین دین حرام ہے۔ان تعلیمات کی روشنی میں آج ہم جاننے کی کوشش کریں گے کہ سود کی تعریف کیا ہے؟ سود کی حرمت کو قرآن نے کس طور سے بیان کیا؟ نبی اکرم ﷺ نے احادیث میں کس طور پر بیان کیا؟ سود میں مبتلا ہو جانے کی تباہ کاریاں جو آج دنیا میں ہمیں دکھائی دیتی ہیں ان کا بھی جائزہ لیں گے۔ آخر میں ہم یہ بھی جاننے کی کوشش کریں گے کہ اس استحصالی سودی نظام کو ختم کرنے اور اس کا متبادل نظام لانے کے لیے عوام کیا کریں اور خاص طور پر حکمرانوں کو کیا کرنا چاہیے۔

سب سے پہلے ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ قرآن مجید میں سود کی حرمت کے حوالے سے کس طرح تدریجاً احکامات نازل ہوئے ہیں۔ رب کائنات نے جو دین فطرت ہمیں عطا فرمایا۔اس کی خاصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب شریعت عطا فرمائی تو تدریجاً احکامات عطا فرمائے۔ جیسے شراب کی ممانعت کے حوالے سے قرآن حکیم میں تدریجاً احکامات آئے۔اسی طرح جس دور میں قرآن نازل ہو رہا تھا تو وہاں سود کا بھی دور دورہ تھا۔اس کی ممانعت کے لیے بھی تدریجاً احکامات آئے۔نزول کی ترتیب کے اعتبار سے سب سے پہلے 6 نبوی میں سورۃ الروم کی آیت 39 نازل ہوئی۔فرمایا:

﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ﴾ ''اور جو کچھ تم دیتے ہو سود پر تاکہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں تو اللہ کے ہاں اس میں کوئی بڑھوتری نہیں ہوتی۔''

یعنی ابتدا میں سود کے منفی پہلو کو سامنے رکھ دیا گیا کہ شاید تم سمجھتے ہو کہ سود سے مال بڑھتا ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک ایسا نہیں ہے۔ اس کے بعد 3ھ میں سورۃ آل عمران کی آیت 130 کا نزول ہوا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠﴾ ''اے اہل ایمان! سود مت کھاؤ دگنا چوگنا بڑھتا ہوا''

یہ کمپاؤنڈ انٹرسٹ ہے۔مثلاً کسی نے کسی کو سو روپے دیے اور کہا کہ دو مہینے بعد واپس کرو گے تو ایک سو دس لوں گا، تین مہینے بعد واپس کرو گے تو 130۔یعنی جیسے جیسے وقت بڑھتا ہے سود کا پیسہ بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔اس کے بعد 5ھ میں سورۃ النساء کی آیات 161 کا نزول ہوا۔

﴿وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ١٦١﴾ ''اور بسبب ان کے سود کھانے کے جبکہ اس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور بسبب ان کے لوگوں کے مال ناحق ہڑپ کرنے کے۔اور ان میں سے جو کافر ہیں ان کے لیے ہم نے بہت دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

مرتب: ابو ابراہیم

یہاں یہود کا ذکر آ رہا ہے۔معلوم ہوا کہ پچھلی شریعتوں میں بھی سود کی ممانعت تھی اور یہود کو جن بداعمال کی وجہ سے سزا دی گئی ان میں سے ایک سود بھی تھا۔اس کے بعد سن 9ھ میں سورۃ البقرۃ کے 38ویں رکوع کی آیات نازل ہوئیں جن میں سود کی حرمت کے آخری اور حتمی احکامات تفصیل سے آئے: فرمایا:

''جو لوگ سود کھاتے ہیں۔وہ نہیں کھڑے ہوتے مگر اُس شخص کی طرح جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور ربا کو حرام ٹھہرایا ہے۔تو جس شخص کے پاس اس کے ربّ کی طرف سے یہ نصیحت پہنچ گئی اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ وہ پہلے لے چکا ہے وہ اس کا ہے۔اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اور جس نے (اس نصیحت کے آ جانے کے بعد بھی) دوبارہ یہ حرکت کی تو یہ لوگ جہنمی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔'' (البقرہ:275)

''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔اور اللہ کسی ناشکرے اور گناہگار کو پسند نہیں کرتا۔'' (آیت:276)

یہاں سود کھانے والوں کی حالت کا بھی ذکر آیا، یہ بھی بتایا گیا کہ اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور ربا کو حرام۔یہ دونوں ایک دوسرے کے بالکل متضاد ہیں۔سود کی حرمت سے قبل جو سود لیا گیا وہ معاف ہے لیکن اس کے بعد اگر کوئی سود لیتا ہے تو وہ جہنمی ہے۔یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے جبکہ سود کو مٹاتا ہے۔ آگے آیات 279،278 میں فرمایا:

''اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سود میں سے جو باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو، اگر تم واقعی مؤمن ہو، پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خبردار ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔اور اگر تم توبہ کر لو تو پھر اصل اموال تمہارے ہی ہیں۔نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔''

یعنی ایمان اور ربا ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ جہاں واقعتاً ایمان ہوگا وہاں سود کا معاملہ نہیں ہوگا اور اگر کوئی شخص سودی معاملات میں مبتلا ہے تو پھر اس میں ایمان نہیں ہو سکتا۔اس آیت میں سود کے خلاف شدید ترین الفاظ آئے ہیں کیونکہ عقیدے میں سب سے بڑا جرم شرک ہے اور اعمال میں سب سے بڑا جرم سود کے معاملات میں مبتلا ہونا ہے۔یہاں الفاظ آ رہے ہیں کہ اگر تم سود کو نہیں چھوڑتے تو اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔اور بتا دیا گیا کہ اگر باز آتے ہو تو اپنا اصل مال لے سکتے ہو، پرنسپل رقم لے سکتے ہو لیکن اس پر سود کی صورت میں جو اضافہ ہے وہ حرام ہے، وہ نہیں لے سکتے۔آگے فرمایا:

''اور اگر مقروض تنگ دست ہو تو فراخی حاصل ہونے تک اسے مہلت دو۔اور اگر تم صدقہ ہی کر دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔اور ڈرو اُس دن سے کہ جس دن تم لوٹا دیے جاؤ گے اللہ کی طرف۔پھر ہر جان کو پورا پورا دے دیا جائے گا جو کمائی اس نے کی ہوگی

اور اُن پر کچھ ظلم نہ ہوگا‘‘ (آیات: 281،280)

یہاں معاف کردینے کی طرف توجہ دلائی گئی اور آخرت کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے میں نزول کی ترتیب کے مطابق یہ قرآن کی آخری آیت ہے جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی ۔ گویا کل کا خوف جس کے سامنے رہے گا وہی سود کے معاملات سے بچے گا اور اگر آج کوئی سود خوری میں مبتلا ہو رہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسے آخرت کا خوف نہیں ہے۔

حرمت سود: احادیث کی روشنی میں

قرآن مجید کی ان آیات کی طرح رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں بھی سود کی ممانعت کا نہ صرف ذکر ہے بلکہ سود کے معاملات میں مبتلا ہو جانے والوں کے لیے شدید ترین سزاؤں کا بھی ذکر ہے:

☆ حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود لینے والے اور کھانے والے پر، سود دینے اور کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر اور آپ ﷺ نے فرمایا (گناہ کی شرکت میں) یہ سب برابر ہیں‘‘۔ (مسلم)

☆ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سود خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں، ان میں ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنا‘‘ (ابن ماجہ)

☆ حضرت عبداللہ بن حنظلہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سود کا ایک درہم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ گناہ رکھتا ہے‘‘ (مسند احمد)

☆ ’’سات مہلک اور تباہ کن گناہوں سے بچو۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کو قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جہاد سے بھاگنا اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا‘‘۔ (مسلم)

☆ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میرا گزر ہوا ایک ایسے گروہ پر جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے ان میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے نظر آتے تھے۔ میں نے پوچھا جبرائیلؑ! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتلایا یہ سود خور لوگ ہیں‘‘۔ (ابن ماجہ)

☆ حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایات ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میں نے دیکھا ایک شخص نہر میں تیر رہا ہے اور اسے پتھروں سے مارا جا رہا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے! مجھے بتایا گیا یہ سود کھانے والا ہے‘‘۔ (مسند احمد)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے لیکن اس کا آخری انجام قلت اور کمی ہے‘‘۔ (ابن ماجہ، مسند احمد)

☆ حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ’’لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ کوئی بھی ایسا نہ رہے گا جس نے سود نہ کھایا ہو اور جو سود نہ کھائے، اسے بھی سود کا غبار لگے گا‘‘ (سنن ابن ماجہ)

آج ہم اسی دور میں جی رہے ہیں کہ اکثریت سود میں ملوث ہے اور خود سود نہیں کھاتا اس کا لباس، اس کا کھانا، پینا اور دیگر اشیائے ضرورت پر سود لگتا ہے تو وہ ہم تک پہنچتی ہیں۔ یعنی غبار تو لگ رہا ہے۔

یہ میں نے آٹھ احادیث آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ سود کتنا بڑا جرم ہے جس کو ہمارے دین نے حرام قرار دیا ہے۔

سود کی خباثتیں

سود کی انفرادی اور اجتماعی سطح پر جو تباہ کاریاں ہیں جو خباثتیں ہیں ان کا کوئی شمار نہیں ہے البتہ ان میں دس بڑی بڑی خباثتوں کا ذکر ہم یہاں کریں گے:

1۔ محنت کی ناقدری: ایک شخص نے کسی کو سود پر پیسہ دے دیا، اس کا سود متعین ہے، محفوظ ہے ۔ لینے والے نے کاروبار کے لیے پیسہ لیا ہے یا کسی اور حاجت کے لیے لیا ہے تو اس نے کس قدر محنت کی ہوگی، کس قدر اس نے پاپڑ بیلے ہوں گے کیونکہ اس کا نفع تو فکس نہیں ہے۔ اس میں اس کو پریشان ہونا بھی پڑے گا اور نقصانات برداشت کرنے پڑیں گے مگر سود خور نے جو پیسہ دے دیا ہے اس کے نزدیک پیسہ کی قدر ہے ، اہمیت ہے اور محنت کی ناقدری ہے۔ یعنی لیبر کی ناقدری ہے اور کیپٹل (سرمایہ) کی حاکمیت ہے۔

2۔ تہذیب وتمدن کا قتل: کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کو اپنی انفرادی حاجات اور کبھی اپنے کاروباری معاملات کے لیے قرض لینا پڑتا ہے۔ اللہ کا دین ہمیں دوسروں کے ساتھ ہمدردی بھی سکھاتا ہے، ایثار وقربانی کا بھی درس دیتا ہے، دوسروں کے کام آنا اور ان کی مجبوری کا فائدہ نہ اٹھانا انسانی معیار ہے۔ لیکن سود خور ذہنیت رکھنے والے کو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ اگلا کس قدر مجبور ہے، کس قدر پریشانی میں ہے، کس قدر مشکلات میں پھنس چکا ہے، ان حالات میں سود خور کا سود بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یوں تہذیب وتمدن کا قتل ہوتا ہے کیونکہ اس سے معاشرے میں ہوس، لالچ، حیوانیت بڑھتی ہے اور ہمدردی اور ایثار کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں۔

3۔ خود غرضی اور مفاد پرستی: یہ پچھلی دو باتوں کا تسلسل ہے کہ چند افراد جو کاروباری طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں وہ لوگوں کو پیسہ دے کر اپنے لیے نفع متعین کریں (جو کہ سود ہے) لیکن عظیم اکثریت ایسی ہو جن کے پاس اپنی بنیادی حاجات کو پورا کرنے کے لیے بھی وسائل نہ ہوں اور اس مجبوری میں ان کو کسی سے قرض لینا پڑتا ہو۔ مگر سود خور ذہنیت بندے کو کسی طور پر بھی نرمی پیدا کرنے پر آمادہ نہیں کرتی ۔ یہ خود غرضی ہے کہ چند افراد یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا حصہ متعین رہے ، ہمارا نفع پکا ہو، پروٹیکشن اس کو مل جائے اور اگلے برباد ہوتے رہیں، مرجائیں‘ سود خور کو اس سے کوئی سروکار نہ ہو۔ یہ صرف انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر بھی تباہ کن چیز ہے۔

4۔ قرض کا جال: ہمارے ہاں جو نئی سکیمیں آرہی ہیں اور ریزرو بینکنگ اور پھر پلاسٹک منی اور ڈیجیٹل منی کا جو دور آرہا ہے یہ ایک قرض کا جال ہے جس کو پھیلا دیا گیا ہے۔ سبز باغ دکھائے جاتے ہیں، سودی سکیموں کو فلیور دے کر پیش کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ اپنی چادر سے پیر باہر نکالتے ہیں اور پوری کی پوری نسلیں مقروض ہو جایا کرتی ہیں۔ قرض کے حوالے سے یاد رکھیے گا کہ رسول اللہ ﷺ مقروض کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا شہید کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن قرض معاف نہیں ہوتا۔ آج سودی لین دین کے جتنے معاملات ہیں ان میں سے اکثر وبیشتر میں قرض کے ذریعے ہی لوگوں کو جکڑا جاتا ہے اور لوگ مقروض ہونے کی حالت میں ہی دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ایک شخص اللہ کی راہ میں قتل ہو، پھر زندہ ہو، پھر قتل ہو، پھر زندہ ہو، پھر قتل ہو، پھر زندہ ہو، پھر قتل ہو یہ بھی جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک اس کے قرض کی ادائیگی کا اہتمام نہ ہو۔ اور یہ غیر سودی قرض کی بات ہو رہی ہے۔ سودی قرضے کی شناعت اور برائی کس قدر زیادہ ہوگی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

5۔ظالمانہ ٹیکس کا بوجھ: یہ اجتماعی سطح کا معاملہ ہے۔آج ہماری دسترس سے چیزیں باہر ہوتی جا رہی ہیں۔ پاکستان کے اندر تقریباً ستر فیصد آبادی خطِ غربت سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے جن کے لیے اپنے بچوں کا علاج کرانا بھی ممکن نہیں۔صحت،تعلیم اور بنیادی ضروریات بھی ان کو میسر نہیں ہیں اور مزید برآں اگر وہ ان چیزوں کو استعمال کریں تو ظالمانہ ٹیکس ان پر لگتے جاتے ہیں اور ان کی زندگی اجیرن ہوتی چلی جاتی ہے۔انفلیشن اور مہنگائی بھی اسی سودخوری کی وجہ سے بڑھتی ہے۔

6۔مہنگائی میں اضافہ: جب دیکھو پٹرول،ڈیزل اور سی این جی کی قیمت بڑھ گئی۔بڑا تیر مارا کہ چند روپے کم کیے لیکن پھر دوگنا بڑھا دیا۔پھر بجلی،گیس،پانی وغیرہ کے بلوں پر ٹیکس،موبائل پر ٹیکس،ودہولڈنگ ٹیکس اور کتنے نئے نئے قسم کے ٹیکسز لگتے چلے جا رہے ہیں۔صرف اس وجہ سے کہ ہم نے جو بیرونی قرضے لیے ہوئے ہیں ان کا سود عوام کی خون پسینے کی کمائی سے ادا کرنا ہے۔آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کہتے ہیں کہ قیمتیں بڑھا دو تو ہمیں بڑھانا پڑتی ہیں کیونکہ او پر سودی قرضوں کا جال بچھا ہوا ہے۔

7۔بے روزگاری میں اضافہ: لامحالہ جب سود کے دھندے بڑھتے ہیں اور ٹیکسز کا بوجھ بڑھتا ہے تو کبھی ڈاؤن سائزنگ بھی کرنی پڑتی ہے۔کبھی اخراجات وارے میں نہیں آتے تو لیبر کو نکالنا بھی پڑتا ہے اور نتیجہ میں بے روزگاری بڑھتی چلی جاتی ہے۔دنیا کے اندر آج بھی سمجھا اور مانا جاتا ہے کہ سوئٹزرلینڈ کی اکانومی اچھی ہے۔اگر آپ تاریخ میں جا کر دیکھیں تو 1935 سے 1985ء تک سوئٹزرلینڈ میں سود کی شرح پوری ترقی یافتہ دنیا میں سب سے کم شرح میں سے ایک تھی۔اور فی کس آمدنی پوری دنیا میں سب سے زیادہ وہاں تھی،بے روزگاری سب سے کم تھی۔جب معیشت کا بھٹہ بہت سے ملکوں میں بیٹھ گیا تب بھی یہ اکانومی کھڑی رہی۔ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ کم شرح سود بھی چل جائے گا بلکہ سود بالکل نہیں ہونا چاہیے۔لیکن غیروں نے اگر سودی شرح کم کی ہے تو وہاں بے روزگاری بھی کم ہوئی اور ترقی میں اضافہ بھی ہوا۔یہ موجودہ دنیا کی ایک مثال ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے۔

8۔گردش دولت پر منفی اثرات: قرآن نے کہا کہ دولت تمہارے چند ہاتھوں میں محدود نہ رہ جائے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَيۡ لَا يَكُونَ دُولَةَۢ بَيۡنَ الۡاَغۡنِيَآءِ مِنۡكُمۡ ۚ﴾

”تا کہ وہ تم میں سے مال داروں ہی کے درمیان گردش میں نہ رہے۔“(الحشر:7)

لیکن آج کی ماڈرن اکنامکس بھی کہتی ہے کہ "better the circulation of wealth better the economy." یعنی جس معاشرے میں دولت جتنی زیادہ گردش میں ہوگی اتنی زیادہ اکانومی ترقی کرے گی۔

آج چند سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں پورا قانون اور نظام ہوا کرتا ہے،ایک غریب آدمی کتنا ہی ٹیلنٹ والا اور ذہین ہو لیکن اس کو قرضہ نہیں ملے گا کیونکہ اس کی کریڈٹ ورتھ نہیں ہے لیکن بڑے بڑے لوگ جن کے بڑے بنگلے ہیں ان کے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ان کو مزید دو سو بنگلوں کے لیے قرض مل جائے گا۔اسی کا نتیجہ ہے کہ دولت چند ہاتھوں کے اندر محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔

9۔مفید کاموں کی حوصلہ شکنی: اجتماعی سطح پر آجائیے۔پاکستان جیسے ملک کے اندر صحت کے لیے بجٹ کا ایک یا ڈیڑھ فیصد حصہ ہے۔تعلیم کے لیے ایک یا ڈیڑھ فیصد ہے اور سودی قرضوں کا سود ادا کرنے کے لیے ساٹھ ستر فیصد حصہ ہے۔ظاہر ہے جب اس سودی دھندے میں مبتلا ہوئے تو تعلیم،صحت اور مفید ترقیاتی کاموں کے اہم ترین گوشہ کے لیے دولت نہیں بچتی اور یہی چیز اجتماعی بربادی کا باعث بنتی ہے۔

10۔اجتماعی غلامی: 1988ء سے ہم نے EFF پروگرام کے تحت آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے بڑے بڑے قرضے سود کی بنیاد پر لینا شروع کیے۔آج ہم مقروض ہونے کی وجہ سے اس قدر غلام ہیں کہ ہمارے ہاں پیدا ہونے والا ہر بچہ پونے دو لاکھ روپے سے زیادہ کا مقروض ہے اور ہم غلام ابن غلام بن کر جی رہے ہیں۔یہ خباثتیں ہماری آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں۔

کرنے کا اصل کام

اس حوالے سے کچھ ہمارے کرنے کے کام ہیں اور کچھ ہمارے حکمرانوں کے کرنے کے کام ہیں۔ہمارے کرنے کے کام یہ ہیں کہ:

1۔پکا ارادہ کرلیں کہ ہم نے سود سے اجتناب کرنا ہے، سودی معاملات میں مبتلا ہونے سے بھی بچنا ہے اور کہیں شبہ بھی آئے،حدیث کے مطابق جہاں شبہ آئے وہ بھی چھوڑ دو اور سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں کہ ربا کو چھوڑ دو اور جس چیز میں ربا کا شک ہو اس کو بھی چھوڑ دو۔

2۔اس معاشرے میں ہم جی تو رہے ہیں لہٰذا اس میں سود کا جو ”غبار“ ہمارے اندر جا رہا ہے اس کا کفارہ دینا ہوگا۔وہ کفارہ یہ ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کی جائے۔یہ باتیں دوسروں تک بھی پہنچائیں تا کہ لوگوں کو خیال ہو اور لوگ سود کے معاملات میں مبتلا ہونے سے اپنے آپ کو بچائیں اور اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے اجتماعی جدوجہد کریں۔

حکمرانوں کے کرنے کے کام

1۔نیک نیتی: نیت اگر ٹھیک ہوگی تو منزل آسان ہو جائے گی۔پاکستان میں سارے علمی مباحث ہو چکے ہیں صرف نیک نیتی سے عمل کرنا باقی ہے۔

2۔حکمران اپنی آئینی ذمہ داری کو پورا کریں۔پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 38-F کے تحت حکمرانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ملک سے سود کے خاتمے کی کوشش کریں۔ میاں نواز شریف جب دوسری مرتبہ وزیراعظم بنے تو اپنے والد میاں شریف اور اپنے بھائی وزیراعلیٰ شہباز شریف کے ہمراہ ڈاکٹر صاحب کے پاس تشریف لائے اور وعدہ کیا کہ ہم جلد از جلد معیشت کو سود سے پاک کر دیں گے۔

2013ء میں مسجد نبوی میں ایک مجلس میں انہوں نے دوبارہ وعدہ کیا تھا کہ ہم سود کا خاتمہ کریں گے۔اللہ تعالیٰ شریف فیملی اور اُن کی پارٹی کو توفیق دے کہ وہ سود کی لعنت ختم کریں تا کہ 22 کروڑ عوام ظلم سے نجات پائے اور لوگوں پر اللہ کا حکم نافذ ہو جائے۔سب آپ کے لیے دعا کریں گے،آپ کے والد کی مغفرت کے لیے دعا کریں گے،آپ اپنے والد کے لیے صدقہ جاریہ بنیں۔آپ ہی حکمران بنو لیکن شریعت کو نافذ کرو۔حکمرانوں سے ہماری گزارش ہے کہ سود کی شناعت اور حرمت کو بیان کرنے کے لیے ذرائع ابلاغ کو استعمال کریں۔مزید برآں بینکنگ کے اس سارے نظام کو Equity based پر لے کر آئیں۔سادہ سی بات شراکت کی بنیاد پر اور نفع و نقصان کی بنیاد پر اس کو لے کر آئیں۔بہر حال

اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے، پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ہم انسدادِ سود کی جدوجہد مسلسل جاری رکھے ہوئے ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ یہ پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچے تا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ سے باز آئیں اور اللہ کی رحمتیں ہمارے اوپر برسیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت و توفیق عطا فرمائے کہ ہم ہر نافرمانی سے بچیں اور سود جیسے گناہ سے ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر باز آئیں۔ ❁❁❁

LGBTQI جیسی تحریکوں کی پشت پناہی کر کے امریکہ مغربی معاشرتی نظام کو پوری دنیا خاص طور پر مسلمان ممالک پر غالب کرنا چاہتا ہے: رضاء الحق

زمین پر فساد برپا کرنا شیطان کا ایجنڈا ہے اور اس کے لیے وہ بڑی پلاننگ کے ساتھ LGBTQI جیسی تحریکوں کو برپا کر کے آگے بڑھ رہا ہے: ڈاکٹر عبدالسمیع

اگر خدانخواستہ شیطان LGBTQI والے ایجنڈے کو پوری دنیا میں مسلط کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو نسل انسانی کی بقا خطرے میں پڑ جائے گی اور انسان جانور سے بھی نیچے گر جائیں گے لہٰذا انسانیت کی اس حق تلفی کو روکنے کے لیے ہمیں اس شیطانی ایجنڈے کے خلاف کھڑا ہونا ہوگا: ڈاکٹر حافظ محمد حبیب اسلم

امریکہ پاکستان میں LGBTQI کا پشت پناہ کیوں؟ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: 19 مئی 2022ء کو امریکی سفارتخانے کی طرف سے آفیشل ٹویٹ میں کہا گیا کہ LGBT ایک مظلوم طبقہ ہے اور پوری دنیا اور پاکستان میں بھی اس پر ظلم ہوتا ہے۔ ہم اس طبقے کو سپورٹ کرتے ہیں اور اس کی سرپرستی کرتے ہیں۔ LGBT کیا ہے اور امریکہ کو اس وقت ایسے ٹویٹ کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

رضاء الحق: اس وقت مغربی تہذیب باقاعدہ منصوبے کے ساتھ دوسرے ممالک کے معاشرتی نظام پر حملہ آور ہے۔ مغرب کی کوشش یہی ہے کہ الہامی ہدایت کو نظام عالم سے دور کر دیا جائے اور جدید مغربی معاشرتی نظام کو دنیا بھر میں استوار کیا جائے۔ کسی زمانے میں مغربی تہذیب کا امام برطانیہ تھا اور آج کل امریکہ ہے۔ دنیا میں جہاں بھی امریکہ کے سفارتخانے موجود ہیں وہاں امریکہ اس مشن پر کام کر رہا ہے۔ جہاں LGBT کے خلاف بات کی جاتی ہے تو اس کو وہ نفرت انگیز کارروائیاں قرار دیتا ہے۔ تین ایسی چیزیں ہیں جن کے بارے میں تاریخی حقیقت ہے کہ اگر انسان ان میں اپنی طرف سے کوئی قانونی سازی کرے گا تو کبھی عدل نہیں کر سکے گا۔ ایک عورت اور مرد کے درمیان حقوق و فرائض کا تعین۔ دوسرا ریاست میں حکمران اور عوام کے درمیان کیا تعلق ہوگا۔ تیسرا معاشی نظام میں آجر اور اجیر کے درمیان کیا تعلق ہوگا۔ ان تینوں ایشوز کو اگر الہامی طور پر ترتیب نہ دیا جائے تو عدل قائم نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک عورت اور مرد کے درمیان تعلق کا معاملہ ہے تو LGBT اس سے آگے کی بات ہے۔ LGBT ایک تحریک ہے جس کو پوری دنیا میں عام کیا گیا۔ LGBTQI اصل میں lesbian (ہم جنس پرست عورت)، gay (ہم جنس پرست مرد) bisexual (دونوں جنس میں دلچسپی رکھنے والا یا والی) اور transgender (خواجہ سرا) کا مخفف ہے۔ اسی طرح Q سے روایتی مفاہیم سے ہٹ کر کسی قسم کی بے راہروی مراد ہے جبکہ I سے مراد ایسے افراد ہیں جو اپنی خواہش کے مطابق مرد، عورت، دونوں کا مجموعہ یا کسی بھی صنف سے تعلق نہ رکھنے کے قائل ہوتے ہیں۔ یعنی LGBT ہم جنس پرستی کی مختلف شکلیں ہیں۔ اس میں T سے مراد وہ خواجہ سرا نہیں ہیں جو ہمارے ہاں ہیں بلکہ اس میں وہ بھی شامل ہیں جو اپنی مرضی سے جنس تبدیل کر لیتے ہیں۔

امریکہ اس وقت مغرب کا امام ہے اور مغرب اپنا سیاسی اور معاشی نظام پوری دنیا پر غالب کر چکا ہے۔ البتہ مغربی معاشرتی نظام ابھی تک پوری طرح دنیا پر غالب نہیں ہوا تھا۔ ابھی بھی مشرقی ممالک، خصوصاً اسلامی ممالک میں کسی قدر اسلامی روایات اور مشرقی روایات موجود ہیں اور وہاں عوام ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن LGBT جیسے تحریکوں کی پشت پناہی کر کے امریکہ مغربی معاشرتی نظام کو پوری دنیا پر غالب کرنا چاہتا ہے۔

سوال: LGBT کا نظریاتی پس منظر کیا ہے؟

ڈاکٹر محمد حسیب اسلم: جس طرح اسلام ایک پورا نظام حیات ہے اسی طرح جدید مغربی تہذیب بھی ایک پورا سسٹم آف لائف ہے۔ اس کی اپنی شاخیں اور زندگی کے مختلف گوشوں میں اس کے اپنے نظریات ہیں لیکن اس پورے نظام کے لیے جامع ترین لفظ سیکولرازم ہے۔ سیکولرازم کی انگلش کی ڈکشنری میں تعریف اس طرح ہے:

To reduce the role of religion in morality and education.

یعنی نظام تعلیم اور اخلاقیات میں مذہب کے کردار کو کم سے کم کرنا یعنی مذہب کو اہمیت نہ دینا۔ ان کے مطابق حقیقت وہ شے ہے جو انسان کے حواس خمسہ میں آ سکے جس کو وہ دیکھ سکے، چکھ سکے، سن سکے یا سونگھ سکے۔ یعنی وہ شے جو مادی طور پر اپنا کوئی وجود نہیں رکھتی اس کا یہ تہذیب انکار کرتی ہے۔ اس سے روح، وحی اور خدا کی ذات کا انکار ہو جاتا ہے اور انسان بڑے بڑے حقائق سے منہ موڑ لیتا ہے۔ مثال کے طور پر انسان محض گوشت پوست کا کوئی جسد نہیں ہے بلکہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی جانب سے پھونکی گئی ایک روح ہے جس کی اپنی ضروریات ہیں، مقاصد اور ایک پوری زندگی ہے۔ لیکن جب انسان مادیت کے زیر اثر آ کر اس روح کا انکار کر دیتا ہے تو پھر وہ بظاہر معاشرتی حیوان بن جاتا ہے۔ LGBT یا دوسری مغربی سرگرمیاں صرف اسلام کے خلاف نہیں ہیں بلکہ تمام ابراہیمی مذاہب (جو وحی اور روح کو مانتے ہیں) کے خلاف ہیں۔ ظاہر ہے جب انسان روح کا انکار کرے گا تو پھر باقی صرف جسم اور اس کی خواہشات بچیں گی اور جسم کی یہ خواہشات پھر زندگی کا مقصد بن جاتی ہیں۔ جس طرح انسان کو زندہ رہنے کے لیے ہوا، پانی اور غذا کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح نسل انسانی کی بقا کے لیے جنسی خواہشات بھی اللہ نے رکھی ہیں۔ فرمایا:

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠﴾ (البقرۃ: 223)

”تمہاری بیویاں تمہارے لیے بمنزلہ کھیتی ہیں۔“

لیکن ان دونوں حوالوں سے اللہ پاک نے حدود و قیود مقرر کی ہیں۔ یعنی جس طرح حرام کھانے پینے سے منع کیا اسی طرح حرام طریقے سے جنسی خواہش کو پورا کرنا بھی منع کیا۔ فرمایا:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا﴾ (الروم:21) ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے پیدا کیے تمہارے لیے تمہاری نوع میں سے جوڑے' تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔''

یہ وحی کی تعلیم ہے اگر اسی کو ہی نظرانداز کر دیا جائے تو پھر جنسی جذبہ کی حدود و قیود ختم ہو جائیں گی۔ ایک اسکالر نے کہا کہ مغرب میں جنسی جذبے کو مقصد کی حیثیت حاصل ہے جبکہ اولاد کو انہوں نے ثانوی درجہ دیا ہوا ہے۔ جبکہ اسلامی نقطہ نظر سے اولاد اور نسل کی بقاء اہم مقصد ہے جبکہ جنسی جذبہ اس کا ذریعہ ہے۔ جب ذریعہ کو مقصد کا درجہ دے دیا جاتا ہے تو پھر اس مقصد کو انسان اپنی مرضی سے استعمال کرتا ہے۔ جنسی جذبہ کی دو انتہائیں ہوسکتی ہیں۔ ایک انتہا یورپ کے تاریک دور والی ہے۔ یعنی رہبانیت جس میں یورپ کا مذہبی سنٹی منٹ یہ تھا کہ اس جذبہ کو کچل دیا جائے جبکہ دوسری انتہا آج کی ہے کہ اس جذبہ پر ساری روک ٹوک ختم کر دی گئی۔ دینی نقطہ نظر یہ تھا کہ یہ جذبہ باقی بھی رہے اور اس کو وحی کی حدود کے اندر رہتے ہوئے پورا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام نور کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اسی طرح باقی ابراہیمی مذاہب میں بھی یہ ہدایات موجود تھیں۔ جب ہم ان ہدایات کو نظرانداز کرتے ہیں تو پھر ہم ان انتہاؤں کی طرف چلے جاتے ہیں جس کے نتیجے میں پھر معاشرتی تباہی پھیلتی ہے۔ قرآن مجید میں لوط علیہ السلام کی قوم کا یہی جرم بتایا گیا جو ان کی تباہی کا باعث بنا۔ اگر جنسی جذبے کے تمام راستوں کو کھول دیا جائے جیسا کہ آج مغرب میں ہو رہا ہے تو پھر اس سے انسانوں میں کئی پیچیدگیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ مغرب کے بہت سے ممالک میں بلوغت سے پہلے ہی عصمت محفوظ نہیں رہتی جو پھر ساری زندگی کا روگ بن جاتی ہے اور اس کے نتائج پھر ہم جنس پرستی کی مختلف شکلوں میں ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو نظام بنایا ہے وہی انسان کے لیے بہتر ہے۔

سوال: مغرب اپنا معاشی ایجنڈا پوری دنیا پر نافذ کر چکا ہے اور اب پوری دنیا پر معاشرتی ایجنڈے کے نفاذ کی طرف پیش رفت کر رہا ہے۔ دوسری طرف مغرب کا ہی خیال ہے کہ مسلم معاشروں میں عورتوں، مردوں اور بچوں یعنی انسانی حقوق کا تحفظ نہیں کیا جاتا۔ کیا ان کی اس بات میں کوئی صداقت ہے؟

ڈاکٹر محمد حسیب اسلم: اسلام سے پہلے حاکم کے مقابلے میں محکوم، سرمایہ دار کے مقابلے میں مزدور اور مرد کے مقابلے میں عورت (تینوں طبقات) بہت پسے ہوئے تھے۔ اسلام نے آکر ان کو تحفظ دیا، ان کو حقوق دیے اور ان کو زندگی میں ایک مقام دلایا۔ اسلام نے اس حوالے سے ایسی مثال قائم کی جس کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا ممکن نہیں ہے۔ بعد میں جب انسانیت اسلام کی تعلیمات بھول گئی تو پھر وہ دوبارہ اسی کیفیت میں آگئی۔ مغرب نے اپنے مقاصد کے تحت دوبارہ ان طبقوں کو اٹھانے کا نعرہ لگایا۔ یعنی سیاسی لحاظ سے جمہوریت کی تحریک چلائی، معاشی لحاظ سے کیمونزم کی تحریک چلائی اور معاشرتی سطح پر فیمینزم کی تحریک چلائی لیکن مغرب نے اس میں حدود کو پار کر دیا۔ جیسا کہ transgender کا معاملہ ہے۔ ہمارے ہاں خواجہ سرا تو قدرتی طور پر ایسے ہوتے ہیں لیکن مغرب میں اس سے مراد مرد اور عورت کا اپنی جنس کو تبدیل کرنا ہے جس کے بارے میں قرآن وحدیث

> مغرب ایک طرف انسانی حقوق کی بات کرتا ہے اور دوسری طرف مسلمانوں اور سیاہ فاموں کو حقوق دینے کے لیے تیار نہیں۔ یہ مغرب کا دوغلہ پن ہے۔

میں سخت ممانعت آئی ہے اور ایسا کرنے والے کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے ایسے انسان پر لعنت تک کی گئی ہے۔ جبکہ شیطان کے بڑے مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے۔ سورۃ النساء میں فرمایا: ﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ (النساء:119) ''اور میں انہیں حکم دوں گا تو (اس کی تعمیل میں) وہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کریں گے۔''

جب انسان خود کو اپنے جسم کا مالک سمجھتا ہے تو وہ اپنی مرضی استعمال کرتا ہے کہ میں جو چاہوں کروں تب خرابی شروع ہوتی ہے۔ انسان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس کا غلام ہوں، اللہ نے مجھے دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا ہے جس میں کامیاب ہو کر اللہ کے ہاں اس کا اجر پاؤں گا۔ اسی طرح مزدور اور عورت کے بھی حقوق اسلام نے مقرر کیے۔ جب ہم اسلام کو مدنظر رکھیں گے تو ان کے حقوق پامال نہیں ہوں گے۔

سوال: مغرب کے سوشل انجینئرنگ پروگرام کے ایجنڈے کو پاکستان میں نافذ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس حوالے سے ماضی اور حال کے حکمرانوں کا کیا طرز عمل رہا ہے اور کچھ عرصہ پہلے پاکستان میں اس حوالے سے کیا قانون سازی ہوئی ہے؟

رضاء الحق: جہاں تک پاکستان میں قانون سازی کا تعلق ہے تو سب سے پہلے 1960ء میں ایوب خان کے زمانے میں عائلی قوانین نافذ ہوئے تھے جو ایک منکرِ حدیث نے مرتب کیے تھے جو ایوب خان کے بہت قریب تھا۔ تب عائلی قوانین میں ایسی تبدیلیاں کی گئی تھیں جن کے بارے میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے کہا تھا کہ یہ خلاف اسلام ہیں۔ اس کے بعد اقوام متحدہ کے کنونشن بھی سائن کیے گئے۔ 1970ء کی دہائی میں سیڈا کنونشن ہوا۔ اس کے بعد نیروبی (کینیا)، قاہرہ، بیجنگ میں مختلف کانفرنسز منعقد کی گئیں۔ یہ سلسلہ اکیسویں صدی میں بھی جاری ہے۔ پاکستان میں اس حوالے سے قانون سازی کا مقصد یہ تھا کہ یہاں اسلامی اور مشرقی اقدار پر مبنی معاشرتی نظام کو تبدیل کیا جائے کیونکہ پاکستانی معاشرے میں چادر اور چاردیواری کا تصور بڑا مضبوط تھا۔ چنانچہ پھر مشرف کے دور میں روشن خیالی کے نام پر مغربیت کا ایک سیلاب لانے کی کوشش کی گئی اور پارلیمنٹ کے ذریعے حقوق نسواں بل کے نام پر ایک قانون سازی کی گئی جس کو روکنے میں ہماری دینی سیاسی جماعتیں اسمبلی میں ناکام رہیں۔ 2010ء کے بعد ویلنٹائن ڈے، عورت مارچ کا ٹرینڈ بڑھنا شروع ہوا۔ پھر 2017ء میں ٹرانسجینڈر ایکٹ پاس کیا گیا جس کے تحت ہم جنس پرستی جیسے معاملات کو بھی زیر بحث لایا گیا۔ پی ٹی آئی کی حکومت ریاست مدینہ کی دعوے دار تھی لیکن اس نے بھی اپنی حکومت میں اس کو ختم نہیں کیا۔ اس کے علاوہ گھریلو تشدد بل لایا گیا۔ حالانکہ یہ نام بڑا خوشنما سا لگتا ہے، گھریلو تشدد نہیں ہونا چاہیے، سب اس کے حق میں ہیں اور اس کا تدارک بھی ہونا چاہیے لیکن اس کی آڑ میں مغرب کے عمومی سوشل انجینئرنگ ایجنڈا کو تکمیل تک پہنچانے کا کام کیا گیا۔ یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

سوال: مغرب ایک طرف تو انسانی حقوق' آزادی اظہار رائے اور LGBT کو فروغ دینے کی بات کرتا ہے اور دوسری طرف وہاں اسلامی اقدار، حجاب اور خاص طور پر پردے تک پر پابندی ہے اور اس کے خلاف قانون سازی کی گئی ہے۔ آپ کے خیال میں مغرب کا یہ دوغلا پن کیوں ہے اور اس کا حل کیا ہے؟

ڈاکٹر محمد حسیب اسلم: آپ ذرا غور کریں فرانس ایک ایسا ملک ہے جہاں سے بہت سے اس طرح کے نظریات پھوٹتے رہتے ہیں اور فرانس ہی وہ ملک ہے جہاں پردے و حجاب پر پابندیاں اور توہین رسالت کے معاملات سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اصل میں یہ حقوق

کی شناخت کا ایشو ہے۔جس کو وہ حقوق قرار دیں وہ حقوق ہیں! جس کو کوئی اور حق قرار دے وہ حق نہیں! یعنی کہ کسی کو کپڑے اتارنے کا تو حق حاصل ہے' کسی کو کپڑے پہننے کا حق حاصل نہیں۔اس سارے معاملے میں مغرب سوشل کنسٹرکٹ کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ سوشل کنسٹرکٹ کا مطلب یہ ہے کہ ''کیا صحیح ہے کیا غلط ہے، کیا اچھائی ہے اور کیا برائی ہے، کس کی اجازت ہے، کس کی اجازت نہیں ہے، یہ سب چیزیں سوسائٹی اور مذہب نے ہم پر مسلط کی ہوئی ہیں۔'' ایمانیات اور روح کے بارے میں بھی ان کا یہی نظریہ ہے کہ یہ تصورات کچھ لوگوں نے تخلیق کر لیے ہیں۔اسی طرح مرد اور عورت کے حقوق، حیا، پردہ وغیرہ کے متعلق بھی ان کے یہی نظریات ہیں۔ہمیں اس بارے میں بالکل عصبیت سے بالاتر ہو کر شفاف نظر سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔اسلام نہ شرقی ہے نہ غربی ہے' اسلام صرف ایک عدل کا نام ہے۔لیکن جب کوئی معاشرہ الہامی ہدایت کو رد کر دیتا ہے تو پھر وہ حدود و قیود اور اعتدال کو چھوڑ دیتا ہے۔قرآن مجید میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ذکر آیا۔حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم سے کہتے ہیں کہ ''یہ برائی کا کام جو تم کر رہے ہو یہ تم سے پہلوں نے نہیں کیا'' اور بڑا خاص لفظ وہاں آتا ہے کہ: ''وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ'' اور تم السبیل کو کاٹتے ہو۔یہاں السبیل سے مراد وہ نارمل رستہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔یعنی صراط مستقیم۔فرض کریں اگر امریکہ خدانخواستہ اس LGBT والے ایجنڈے کو پوری دنیا میں مسلط کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو آپ اندازہ کریں کہ اولاد کا معاملہ اور نسل کا معاملہ کہاں رہ جائے گا۔رشتوں کا تقدس، شرم و حیا، یہ سب کہاں جائے گا؟ اگر انسان جانور سے بھی نیچے گر جائے تو کیا یہ انسانیت کی حق تلفی نہیں! لہٰذا اس شیطانی ایجنڈے کو روکنا پوری انسانیت کا حق ہے جو مغرب کو نظر نہیں آتا، اس حق کے لیے ہم سب کو کھڑا ہونا ہوگا۔اگر کوئی نظریاتی سطح پر اس گناہ کا علمبردار بنتا ہے تو پھر ایسے لوگوں کا علاج اسی طرح کیا جائے جس طرح بگڑے ہوؤں کا کیا جاتا ہے۔اسلام میں ہم جنس پرستی کی سخت ترین سزا ہے۔ اس کے لیے عوامی سطح آگاہی کی بھی ضرورت ہے۔ہم یہاں مہنگائی، بجلی، پانی کے لیے سڑکوں پر نکلتے ہیں تو اس طرح کے قوانین کے خلاف بھی میدان میں آنا چاہیے، خاص طور پر دینی جماعتوں کو اس کے لیے کردار ادا کرنا چاہیے۔عوام کو چاہیے کہ حکومت کو واضح کر دیں کہ ہم نے مسلمان جینا مرنا ہے، ہم تمہاری روشن خیالی کے مطابق روشن نہیں ہونا چاہتے بلکہ ہمارے لیے قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی روشنی کافی ہے۔

سوال: مغرب اسلام کے معاشرتی اور خاندانی نظام سے کیوں خوفزدہ ہے اور کس کس طریقے سے ان پر حملہ آور ہوا ہے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: علامہ اقبال نے اپنی شاعری میں ابلیس کا کردار متعارف کروایا اور مغربی وشیطانی ایجنڈے کو ابلیس کی زبان سے کہلوایا تھا۔ان کی مشہور نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' ہے جسے محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ امت مسلمہ کے لیے آخری پیغام قرار دیتے تھے۔علامہ کہتے ہیں:

الحذر! آئینِ پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں
موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
نے کوئی فُغفور و خاقاں، نے فقیرِ رہ نشیں
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
مُنعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں

اسلام کے معاشرتی نظام کے سلسلے میں علامہ نے بتایا کہ مرد کو عورت کی ناموس کا محافظ بنایا گیا ہے اور عورت کی عفت و پاکبازی کو ensure کیا گیا ہے۔مغرب نے اپنا معاشرہ تباہ کر دیا اور وہاں معاشرتی بگاڑ پیدا ہو گیا۔ طلاق کا ریٹ اتنا بڑھ گیا کہ مرد مجبور ہو گئے کہ وہ شادی کا بندھن ترک کر دیں بلکہ بس مل جل کر زندگی گزاریں۔ ہمارے دین میں گھر کو ایک ادارہ (instituton) قرار دیا گیا ہے بورڈنگ ہاؤس نہیں۔گھر اور بورڈنگ ہاؤس میں بہت سارے لوگ مل جل کر رہتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں، اٹھتے بیٹھتے ہیں اور اپنی حاجات سے فارغ ہوتے ہیں۔لیکن بورڈنگ ہاؤس میں کوئی دوسرے سے متعلق نہیں ہوتا۔لیکن گھر میں رہنے والے افراد لازماً ایک دوسرے کے ساتھ کوئی نہ کوئی تعلق رکھتے ہیں، کوئی باپ ہے، کوئی بیٹا ہے، کوئی بہن ہے۔ہر شخص کا کوئی نہ کوئی تعلق ہے۔جہاں کوئی ادارہ ہوگا اس کا کوئی سربراہ ہوگا۔اسلام نے گھر کے ادارے کا سربراہ مرد کو مقرر کیا اور اسی کے ذمہ لگایا کہ وہ گھر والوں کو فنانس کرے۔ پھر عورت کی ذمہ داری یہ لگائی کہ وہ اس کی اطاعت کرے۔اس لیے کہ اطاعت کے بغیر کوئی ادارہ نہیں چل سکتا۔سورۃ النساء میں فرمایا گیا: پس نیک عورتیں وہ ہیں جو اپنے شوہروں کی فرمانبردار ہیں اور عفت و پاکبازی کی حفاظت کرنے والی ہیں۔پھر نبی اکرم ﷺ نے اس میں بڑا خوبصورت اضافہ فرمایا کہ نیک عورت کی پہلی نشانی یہ ہے کہ جب اس کے شوہر کی اس کے اوپر نظر پڑے تو وہ مسکرا کر اس کو خوش کرے۔بہرحال اگر دونوں طرف سے یہ معاملہ ہو تو گھر کا ادارہ بڑا مضبوط ادارہ بنتا ہے۔عورت کی کوتاہیوں، خامیوں اور جذباتی پن کو مرد صرف نظر کرے، برداشت کرے، درگزر کرے، سنی ان سنی کرے اور معاف کر دے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے بھی درخواست کر دے کہ میری بیوی کو معاف کر دے تو پھر گھر ایک مضبوط ادارہ بنتا ہے۔لیکن مغرب چاہتا ہے کہ جیسے ہم نے اپنے ادارے خراب کیے ہیں ویسے ہی ہم مسلمانوں کے گھروں کو بھی خراب کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

سوال: کیا ہمارے معاشرے میں خواتین کو تمام اسلامی حقوق ملتے ہیں۔اگر نہیں ملتے تو ہمارے علماء کرام کو اس حوالے سے کس نوعیت کی جدوجہد کرنی چاہیے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: زمین پر فساد برپا کرنا شیطان کا ایجنڈا ہے اور اس کے لیے وہ بڑی پلاننگ کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔وہ انسان پر چاروں طرف سے حملہ آور ہوتا ہے۔اس نے اللہ تعالیٰ کو چیلنج کیا تھا کہ میں انسانوں کی اکثریت کو گمراہ کر کے رہوں گا۔عدل اور انصاف میں فرق ہے۔ انصاف کا مطلب ہے: آدھا آدھا کر دینا اور عدل کا مطلب ہے: ہر ایک کو اس کا حق دینا۔اگر کوئی پورے کا حقدار ہے تو اس کو پورا دیا جائے اگر وہ آدھے کا حقدار ہے تو پھر انصاف کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جو حقوق عطا فرمائے تھے ان کے ذریعے معاشرے میں عدل قائم ہوتا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے والدین کی جائیداد میں سے بیٹے کے دو حصے ہیں اور بیٹی کا ایک حصہ مقرر کیا ہے۔لیکن ہمارے معاشروں میں بہنوں کا یہ حصہ بھی ان کے بھائی دینے کو تیار نہیں ہیں جو ان پر ظلم ہے۔اسی طرح اور بہت سے پہلو ہیں جن کے حوالے سے ہمارے علماء کچھ نہیں کر سکے۔علماء نے زیادہ سے زیادہ صرف ایک پہلو پر زور دیا کہ عورت پر اپنے شوہر کی اطاعت فرض ہے۔سورۃ التغابن میں فرمایا گیا کہ اپنے بیوی بچوں کی دیکھ بھال کرو، ان کی خطاؤں کو معاف کرو، چشم پوشی کرو۔ہمارے علماء نے اس حوالے سے عوام کی کوئی تربیت نہیں کی۔اگر ان معاملات میں توجہ دلائی جائے تو اسلامی معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن جائے گا اور غیر مسلم بھی جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوں گے اور یہ مغرب نہیں چاہتا۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

میزبانِ رسول ﷺ
سیدہ ام ایوب الانصاریہ رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مروت

نام ونسب

اصل نام معلوم نہیں اپنی کنیت ''اُم ایوب'' سے مشہور ہیں۔ اسم گرامی سیدہ ام ایوب، والد کا نام قیس بن سعد تھا۔ میزبانِ رسول حضرت ابوایوب انصاریہ ؓ کی اہلیہ تھیں۔

شادی

سیدہ ام ایوب ؓ کا نکاح حضرت خالد بن زید ؓ سے ہوا تھا۔ جن کی کنیت ابوایوب الانصاری تھی وہ انصار کے سرداروں میں سے تھے۔

سیدہ ام ایوب کا قبول اسلام

ایک صبح کو سیدہ ام ایوب ؓ بیدار ہوئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے شوہر ابو ایوب ؓ سفر کی تیاری کر رہے ہیں۔ شوہر نے بتایا کہ وہ اس نبی کو دیکھنے مکہ جا رہے ہیں جو وہاں ظاہر ہوئے ہیں اور لوگوں کے لیے ایک نیا دین لے کر آئے ہیں اور وہ لوگوں کو بتوں کی عبادت چھوڑ دینے کی دعوت دے رہے ہیں اور ایک اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلا رہے ہیں۔

سیدہ ام ایوب ؓ نے اپنے شوہر نامدار کو اس مبارک سفر کے لیے رخصت فرمایا۔ انہوں نے اپنے شوہر کے لیے یہ تمنا فرمائی کہ وہ صحیح سلامت پاک دل لے کر اور نیکی سمیٹ کر واپس آئیں۔ کچھ عرصہ بعد ان کے شوہر واپس آئے۔ کچھ دیر آرام کیا۔

حضرت ابوایوب انصاری ؓ نے سیدہ ام ایوب ؓ کو بتایا کہ وہ اور ان کے ساتھی کیسے جناب رسول اللہ ﷺ سے ملے اور ان کا شیریں اور خوبصورت کلام سنا۔ اور کیسے آپ کا کلام سن کر ان کے دلوں کو سرور حاصل ہوا۔ ایسا کلام انہوں نے اس سے پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ لہٰذا ہم لوگ اس پر ایمان لے آئے اور آپ ﷺ کی تصدیق کی اور حضور اکرم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی نصرت پر بیعت کی۔

ابھی حضرت ابوایوب ؓ نے اپنی بات پوری نہیں کی تھی کہ ان کی بیوی کا چہرہ کھل اٹھا اور ان کا کلام ان کے دل میں گھر کر گیا، فرمانے لگیں میں اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے تابع کرتی ہوں اور اقرار کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اقرار کرتی ہوں کہ جناب محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

میاں بیوی کا دینی تعلیم سیکھنا

سیدہ ام ایوب ؓ کو کلمہ شہادت پڑھنے اور حق کا اقرار کرنے کے بعد ایک گہری سعادت اور اطمینان کا احساس ہوا جو اس سے پہلے انہیں کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔ جب حضرت مصعب بن عمیر ؓ حضرت اسعد بن زرارہ ؓ کے ہاں مہمان بن کر تشریف لائے اور لوگوں کو قرآن کریم پڑھ کر سنانے لگے اور اللہ کا دین انہیں سمجھانے لگے تو حضرت ابوایوب انصاری ؓ حضرت مصعب بن عمیر ؓ کی ان مجالس میں متواتر حاضر ہوتے رہے تاکہ وہ ان سے قرآنی آیات کو یاد کریں اور ان باتوں کا ذخیرہ کریں جو ان کی زبانی نبی اکرم ﷺ کی جانب سے وہ سنتے ہیں۔

حضرت ابوایوب ؓ اپنی اس ذمہ داری کا احساس رکھتے تھے اور جو کچھ وہاں سے سیکھتے اسے اپنی بیوی ام ایوب ؓ، اپنے رشتہ داروں اور تمام دوستوں تک پہنچاتے۔

نبی اکرم ﷺ کی ہجرت مدینہ منورہ

جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو ہر کوئی چاہتا تھا کہ آپؐ کی اونٹنی قصواء کی باگ تھام کر اپنے گھر میں لے جائے تاکہ یہ عظیم پیغمبر ﷺ ان کے ہاں مہمان ہو اور اس سے بڑھ کر معزز مہمان دنیا میں اور کون سا ہو سکتا تھا۔ اور کون شخص تھا جو اس شرف عظیم کو پانے کا خواہش مند نہ ہو۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کا ذوق شوق دیکھا اور ان کے چہروں سے اندازہ لگا لیا کہ ہر کوئی آپؐ کو اپنے گھر مہمان بنانے کی دلی تمنا رکھتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو اس لیے کہ یہ (امر ربی کی) پابند ہے۔''

حضرت ام ایوبؓ و ابوایوبؓ کو میزبان رسولؐ کی سعادت

قصواء اونٹنی آہستہ آہستہ چلتی رہی۔ پھر تھوڑی دیر بعد اچانک وہ حضرت ابوایوب خالد بن زید الانصاری ؓ کے گھر کے سامنے ٹھہر گئی۔ اس وقت سیدہ ام ایوب ؓ اپنے گھر کے سامنے منتظر تھیں کہ دیکھوں اونٹنی کہاں ٹھہرتی ہے اور اس وقت وہ اپنے بہتے ہوئے خوشی کے آنسوؤں کو نہ روک سکیں جس وقت انہوں نے دیکھا کہ قصواء ان کے گھر کے سامنے کھڑی ہوگئی ہے۔ یہ خوشی کے آنسو اس لیے تھے کہ ایک عظیم ترین مہمان ان کے گھر میں داخل ہو رہا ہے اور ان کے مکان کی تعمیر سے لے کر یہ سعید موقعہ پہلی بار آیا تھا۔

لہٰذا سیدہ ام ایوب ؓ فوراً آپ کے بیٹھنے کے لیے جگہ بنانے کی تیاری کرنے لگیں اور سونے کی خاص جگہ جہاں ان کا عظیم مہمان آرام فرما سکے، کی تیاری میں لگ گئیں اور مہمان کے کھانے کے لیے مرغوب اور لذیذ کھانے کے لیے اہتمام فرمانے لگیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ وہ اس وقت سعادت اور خوش نصیبی کی چوٹی پر بیٹھی ہوئی تھیں اور انہوں نے سعادت کی انتہا کو پا لیا۔

حضرت ابوایوب ؓ کے مکان کے دو حصے تھے۔

ایک نیچے اور ایک اوپر، سیدہ ام ایوب ؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے لیے گھر کے بالا خانے پر رہنے کا انتظام کیا تھا اور جب حضرت ابو ایوب ؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے بالا خانے پر تشریف آوری کے لیے عرض کیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے نیچے والے درجے کو پسند فرمایا کہ اس میں رہنے سے ان کے ملنے والوں کو آسانی رہے گی۔ لہٰذا گھر والوں کو کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ اس عظیم مہمان کی خواہش کے مطابق نچلے درجے میں ٹھہرائیں۔

حضرت ابوایوبؓ اور ام ایوبؓ اگرچہ حضور ﷺ کی اپنی خواہش کے مطابق بالا خانہ میں منتقل ہو گئے تھے مگر دونوں میاں بیوی کو ہر وقت یہ خیال مضطرب رکھتا تھا کہ وہ تو بالائی منزل میں مقیم ہیں اور مہبط وحی و رسالتؐ نچلی منزل میں۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ ایک روز بالا خانے پر پانی سے بھرا ہوا برتن پھوٹ گیا۔ میاں بیوی اس خیال سے بے قرار ہو گئے کہ پانی بہہ کر نیچے جائے گا اور حضور ﷺ کو تکلیف ہو گی۔ گھر میں اوڑھنے کا ایک ہی لحاف تھا۔ انہوں نے فی الفور یہ لحاف گھسیٹ کر پانی پر ڈال دیا تاکہ بہتا ہوا پانی لحاف میں جذب ہو جائے۔ جب پانی کے نیچے بہنے کا امکان

نہ رہا تو میاں بیوی نے اطمینان کا سانس لیا۔

ایک دن اپنے بالائی منزل میں مقیم ہونے کا احساس اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ دونوں میاں بیوی چھت کے ایک کونے میں سکڑ کر بیٹھ گئے اور ساری رات اسی حالت میں جاگ کر گزار دی۔ صبح ہوئی تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! ہم ساری رات چھت کے ایک کونے میں بیٹھ کر جاگتے رہے۔“ حضور ﷺ نے سبب دریافت فرمایا تو عرض کیا: ”ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان! ہر لحظہ یہ خیال سوہانِ روح رہتا ہے کہ آپ تو زیریں منزل میں تشریف رکھتے ہیں اور ہم بالا خانہ میں مقیم ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ بالا خانے پر تشریف لے چلیے، حضور ﷺ کے غلاموں کے لیے آپ کے قدموں کے نیچے رہنا ہی باعث سعادت ہے۔“

سرورِ کونین ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمالی اور حضرت ابوایوبؓ اور حضرت ام ایوبؓ نے بکمال مسرت نچلی منزل میں اقامت اختیار کر لی۔

اس عظیم مہمان کی خدمت کے لیے قربانی کا کتنا جذبہ ان میاں بیوی میں موجود تھا اور حضور اکرم ﷺ کو ہر قسم کی راحت اور آرام پہنچانے کے لیے کتنے بے قرار تھے۔

جناب ابوایوب انصاری ؓ کے مکان میں جناب رسول اللہ ﷺ کا قیام مسجد نبوی کی تعمیر اور اُس سے ملحق ازواج مطہرات کی سکونت کے لیے حجرات کی تکمیل تک برابر رہا۔ کیا مبارک ہیں ابو ایوب ؓ اور ام ایوب ؓ کتنے عظیم مہمان کی مہمانی کا انہیں شرف حاصل ہوا جس کے لیے آنکھوں کو تمنا اور دلوں میں آرزو تھی کہ وہ ہمیشہ کے لیے یہاں مقیم رہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوایوب ؓ کے گھر سے مسجد سے ملحقہ حجروں میں منتقل ہونے کا ارادہ فرمایا تو جناب ابوایوب ؓ اور ام ایوب ؓ نے آپ ﷺ کی اس جدائی کو بہت زیادہ محسوس کیا لیکن اس بات سے انہیں تسلی ہوگئی کہ جناب رسول کریم ﷺ کا قیام ان کے گھر کے بہت ہی قریب ہے اور امہات المومنین کے حجرات جناب ابوایوب انصاری ؓ کے گھر کے سامنے واقع تھے۔

ام ایوب کے گھرانے کی سرفرازی

حضرت ابو ایوب انصاری ؓ اور ان کی بیوی ام ایوب انصاریہ ؓ نہایت شریف اور فیاض لوگ تھے۔ سرورِ عالم ﷺ اپنے خانہ اقدس میں منتقل ہوجانے کے بعد بھی کبھی کبھی حضرت ابوایوب کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ دونوں میاں بیوی حضور ﷺ کا پُرتپاک خیر مقدم کرتے تھے اور جو کچھ میسر ہوتا حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے۔

سیدہ اُم ایوب کی عبادت گزاری

سیدہ ام ایوب ؓ کو اہل مدینہ میں سب سے زیادہ سعادت یہ حاصل تھی کہ ان کا گھر مسجد نبوی کے بالکل متصل تھا۔ سیدہ ام ایوب ؓ اپنے شوہر سمیت عبادت میں عملی طور پر مصروف رہتیں اور نہایت ذوق وشوق کے ساتھ فرض نمازیں ادا فرماتیں اور نوافل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتیں اور رات کو بہت کم سوتیں اور نہ صرف ماہِ رمضان کے روزے رکھتیں بلکہ دوسرے دنوں میں بھی وہ اکثر روزہ دار رہتیں، اس لیے کہ وہ جانتی تھیں کہ روزہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص عبادت ہے اور اس کی جزا بھی وہ دے گا۔

قرآن کریم تو ان کا بہترین ساتھی تھا۔ قرآنِ مجید کی جو آیات مبارکہ حضرت ابوایوب ؓ جناب رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر آتے یہ بھی انہیں پڑھتیں اور یاد کرلیتیں اور قرآن کریم کے اسی تدبر اور تفقہ ہی نے انہیں لوگوں کے ساتھ نیکی، فقیروں اور مسکینوں کے ساتھ نیک برتاؤ اور تمام مسلمانوں کی مشکلات کو دور کرنے کا عملی جذبہ پیدا کر دیا تھا۔

مرویاتِ حدیث

حضرت ام ایوب ؓ سے چند احادیث بھی مروی ہیں۔

اولاد

حضرت ام ابو ایوبؓ کی جو اولاد ہوئی ان میں سے ایوب، خالد، محمد، تین بیٹوں اور ایک بیٹی عمرہ کے نام معلوم ہیں۔

وفات

حضرت ام ایوبؓ کے سالِ وفات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔

سیدہ ام ایوب ؓ اور حضرت ابوایوب انصاری ؓ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی شرط پر حضور اکرم ﷺ سے بیعت فرمائی تھی اور زندگی بھر انہوں نے اس کی حفاظت کی اور اپنے عہد پر پورے اترے اور فرماں برداری کی زندگی گزارتے ہوئے وہ اپنے رب کریم سے جا ملے۔ اے اللہ کریم ان کی مہمانی کو اپنے ہاں احسن فرما دے جیسے انہوں نے تیرے حبیب ﷺ کی مہمانی احسن طریقے سے فرمائی اور ان دونوں کو جزائے خیر عطا فرما۔

❁❁❁

دعائے مغفرت
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆ حلقہ فیصل آباد کے مبتدی رفیق عابد ناصر کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0334-4888289

☆ حلقہ فیصل آباد کے دو مبتدی رفقاء محمد حسان اور محمد اذہان کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0302-1694060

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے ملتزم رفیق جناب طارق اکبر کی والدہ وفات پاگئیں۔

☆ ملتان کینٹ کے رفیق محترم مرزا محمد وسیم کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0306-7474600

☆ حلقہ فیصل آباد کے مبتدی رفیق عمران طاہر کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0300-6620067

☆ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مقامی امیر حافظ محمد نواز کے خالو (سسر) وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0304-6836071

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے رفیق محترم تحسین مجتبیٰ کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0347-3286037

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

قولِ زریں

معاشرے کے بدترین لوگ وہ ہیں جو کمزور کی غلطی پر شور مچاتے ہیں، طاقتور کی غلطی پر مجرمانہ خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ (خلیل جبران)

پُتلی تماشا یا انقلاب

عبدالرؤف

بچپن میں ہم میلوں ٹھیلوں اور صنعتی نمائشوں میں پتلی تماشا دیکھا کرتے تھے۔ جس میں انسانی شکل کے کچھ کردار دکھائے جاتے تھے جن کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہوتی تھی بلکہ ان کے پیچھے چھپ کر بیٹھا ہوتا تھا اصل کردار وہی ادا کرتا تھا اور پھر کچھ دیر تماشا دکھانے کے بعد وہ پتلیاں منظر سے غائب ہوجاتی تھیں۔ بالکل اسی طرح آج بھی کچھ کٹھ پتلیاں قومی و بین الاقوامی سیاست میں اپنا اپنا کردار ادا کر رہی ہیں، جس طرح پُتلی تماشا تماش بین اپنی جیب سے پیسے ادا کر کے دیکھتے تھے بالکل اُسی طرح آج بھی تماش بین اپنی جیب سے پیسے ادا کر کے اور اپنا قیمتی وقت برباد کر کے یہ تماشا دیکھتے ہیں، لیکن ایک فرق بالکل واضح ہے کہ اُس دور کے تماش بین اُسے ایک کھیل سمجھ کر دیکھتے، کچھ دیر لُطف لیتے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے جبکہ آج کے تمام تماش بینوں نے اس تماشے کو بہت زیادہ سنجیدہ لے لیا ہے اور اپنی پسندیدہ پتلی کی فتح یا شکست کو اپنی ذاتی فتح یا شکست سمجھ کر آپس میں اس طرح لڑتے ہیں کہ اگر آج جنگل کے درندوں میں کسی طرح سوشل میڈیا پر ان کی تحریروں یا تقاریروں کو پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوجائے تو وہ بھی پریشان ہو کر بھوک ہڑتال کر دیں اور مطالبہ کریں کہ جب تک سوشل میڈیا پر پابندی نہ لگائی جائے ہم اپنی ہڑتال جاری رکھیں گے، اور وہ اسی پر بس نہیں کریں گے بلکہ اگر ان کی اس بھوک ہڑتال کے نتیجہ میں مغربی دنیا کے بڑوں نے ''حقوقِ تحفظ جنگلی حیات'' کے پیشِ نظر سوشل میڈیا پر مکمل پابندی لگا دی تو یہی جانور اس کامیابی پر نہ صرف خدائے واحد کے دربار میں سجدۂ شکر ادا کریں گے بلکہ ہر سال اس بات پر ''یومِ تشکر'' بھی منایا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان تماش بین نما انسانوں کی شکل میں پیدا نہیں کیا جو ایک پتلی اور اس کے سہولت کار کے درمیان فرق کرنے سے بھی قاصر ہیں۔

یہ کھیل اگر ان لوگوں تک محدود رہے جو اِس دنیا کو بھی بس کھیل تماشا سمجھتے ہیں اور ''بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست'' پر یقین رکھتے ہوئے اِسی چند روزہ دنیا کو اصل سمجھ کر اُس میں پھلنے پھولنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ باعثِ حیرت نہ تھا لیکن ناطقہ سر بہ گریباں تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو شعوری مسلمان سمجھتے ہوئے اِس دنیا میں ہر طرح کے کھیل تماشا سے الگ رہ کر آخرت کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں اور ان پر یہ حقیقت بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ زندگی کوئی کھیل تماشا نہیں بلکہ اس دنیا میں ہمیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر عبادتِ رب کے عظیم فریضے کی ادائیگی کے لیے بھیجا گیا ہے۔ ان لوگوں کی نہ صرف وہ اکثریت جسے "Social Media Addicted" کا نام دیا جائے یا وہ اقلیت جو کسی حد تک اب بھی سوشل میڈیا سے دور ہے۔ لیکن وہ بھی وہی راگ الاپے جا رہے ہیں جو پتلی تماشا کے تماش بینوں کی اکثریت الاپ رہی ہے بعض اوقات تو Facebook پیج سے پتا ہی نہیں چلتا کہ یہ کوئی اسلامی انقلاب کا داعی ہے یا پتلی تماشا دیکھنے والا تماش بین ہے۔ کیونکہ کسی ایک سیکولر پارٹی کی حمایت یا مخالفت میں وہ اِس طرح سر دھڑ کی بازی لگا رہا ہوتا ہے کہ اُسے اِس بات کا بھی ہوش نہیں رہتا کہ وہ جو تحریر، تقریر، تصویر یا ویڈیو آگے شیئر کر رہا ہے اس میں کتنا سچ یا جھوٹ ہے، کتنا دھوکا یا فراڈ ہے، کتنی گندی گالیاں دی گئی ہیں یا کتنی بے پردگی اور بے حیائی شامل ہے؟

جہاں تک اسلامی انقلاب کے داعی حضرات کا تعلق ہے تو اُن میں بھی دو طرح کی تقسیم ہے، ایک وہ جو انتخابی سیاست کے ذریعہ تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور دوسرے وہ جن کے نزدیک صرف اور صرف اسلامی انقلاب ہی تبدیلی کا واحد ذریعہ ہے۔ جو حضرات انتخابی سیاست کے ذریعہ اسلام لانا چاہتے ہیں اُن میں سے زیادہ تر تو وہی ہیں جو اپنی سیاسی مصلحتوں کی بنا پر سیکولر اور لبرل جماعتوں کا دُم چھلا بنے ہوئے ہیں اس لیے اگر وہ مروّجہ سیاست کے داؤ پیچ آزمانے کے لیے سوشل میڈیا یا دیگر ذرائع سے گندی سیاست کا حصہ بنتے ہیں تو یہ ان کی واقعتاً مجبوری ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی کیچڑ کی جس دلدل میں گر چکے ہیں اُس سے باہر نہیں آسکتے، اُن کا اِس سیاسی آلودگی کا حصہ بننا کوئی دو چار برس کی بات نہیں بلکہ پون صدی کا قصہ ہے۔ لیکن جو حضرات دن رات یہ دعویٰ کرتے نہیں تھکتے کہ اسلام کا غلبہ صرف اور صرف منہجِ نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونے سے ہی ہوگا اور اس کے علاوہ تمام تبدیلی کے طریقے نہ صرف بے کار بلکہ فرسودہ واز کار رفتہ ہو چکے ہیں، جب یہ بھی سوشل میڈیا کی گندگی کا حصہ بن کر پتلی تماشا کے تماش بینوں کا سا طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے دو سیاسی پتلیوں میں سے کسی ایک پر داؤ کھیلتے ہوئے اور نعرہ بازی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو ہر سوچنے سمجھنے والا انقلابی پریشان ہو کر رہ جاتا ہے۔ اُس کی پریشانی میں اس وقت مزید اضافہ ہو جاتا ہے جب کچھ ''انقلابی بزرگوں'' کو بھی ''انقلابی نوجوانوں'' کی تان میں تان ملاتے ہوئے اِس انداز سے سے آگے بڑھتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اگرچہ مندرجہ ذیل کام بھی اسلام کے حوالے سے مثبت اقدام ہیں۔ مثلاً مرزائیوں کو کافر قرار دینا، قرآن کریم پر اعراب لگانا، شراب خانوں پر پابندی لگانا، آئین کے دیباچہ کو آئین کا حصہ بنانا، حدود آرڈیننس کا نفاذ، نظامِ زکوٰۃ اور نظامِ صلوٰۃ کا نفاذ، فوجی میسوں میں شراب کی پابندی، اسمبلی سے شریعت بل منظور کرانا، اقوامِ متحدہ میں اسلاموفوبیا پر تقریر کرنا، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن کے نام سے اتھارٹی قائم کرنا، اسمبلی ہال میں خاتم النبیین تحریر کرنا، ریاستِ مدینہ کا نعرہ لگانا، تقریر سے پہلے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ پڑھنا، جلسے کا نام امر بالمعروف رکھنا، او آئی سی کے وزراء خارجہ کا اجلاس بلانا لیکن انقلاب کے لیے کرنے کا اصل کام کچھ اور ہے۔ حقیقت میں اُن کا اس پر فوکس ہونا چاہیے۔

انقلابی جوان ہوں یا بزرگ، خواندہ ہوں یا ناخواندہ سڑک پر کھڑے ہوں یا سوشل و الیکٹرانکس میڈیا پر برسرِ پیکار سب کے سب کسی سیکولر و لبرل پارٹی یا شخصیت کی تعریف میں رطب للسان ہیں صرف انہیں

مذکورہ بالا جزوی اسلامی کارناموں کی وجہ سے جوان سیاست دان اور غیر سیاست دان حکمرانوں نے اپنی حکومتی مصلحتوں کے تحت چاروناچار سرانجام دیے۔ لیکن 100 ”نمبر کا سوال“ تو یہی ہے کہ کیا ان جزوی اسلامی کارناموں کی وجہ سے وطنِ عزیز میں کوئی ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا یا بے چینی اور بے یقینی کی آگ مزید بھڑکی اور اب یہ آگ کا الاؤ اتنا دہک چکا ہے کہ کسی بھی سوچنے سمجھنے والے آدمی کو سمجھ نہیں آ رہی کہ اس آگ کو کیسے سرد کیا جائے اور حالات ہر نئے سورج کے طلوع کے ساتھ خرابی کی طرف گامزن ہیں۔ لہٰذا جو لوگ اِس ملک میں کسی حقیقی اسلامی انقلابی تبدیلی کے خواہاں ہیں، اُن سے عرض ہے کہ اپنے بولے گئے الفاظ اور لکھی گئی تحریروں پر ایک بار پھر غور کرلیں کہ ان کے ذریعہ پتلی تماشا کے کرداروں کا وزن بڑھ رہا ہے یا کسی واقعی اور حقیقی اسلامی انقلاب کا راستہ ہموار ہو رہا ہے۔ میری اِس تحریر سے بھی اگر کسی کو بات سمجھ میں نہ آسکے تو ایک صدی قبل علامہ اقبالؔ کے اس شعر پر ہی تھوڑی دیر خالی الذہن ہو کر اور زندہ و مردہ باد کی نفسیات سے باہر آ کر غور کرلیں تو ہوسکتا ہے میری اِس تحریر کا مقصد واضح ہو جائے۔ ؎

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دِل یا شکم
اے مسلماں اپنے دل سے پوچھ مُلّا سے نہ پوچھ
ہوگیا اللہ کے بندوں سے کیوں خالی حرم

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(25 تا 31 مئی 2022ء)

بدھ (25 مئی) مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔ بعد ازاں معمول کی مصروفیات رہیں۔

جمعہ (27 مئی) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (28 مئی) کو لاہور آنا ہوا۔ لاہور ایئرپورٹ سے جھنگ روانگی ہوئی۔ وہاں پر بعد نماز عصر امیر حلقہ فیصل آباد کی معیت میں مولانا معاویہ اعظم طارق صاحب MPA جھنگ سے قرآن اکیڈمی جھنگ میں ایک گھنٹہ پر محیط ملاقات کی، جس میں مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ بعد نماز مغرب وہیں پر رفقاء تنظیم جھنگ اور ان کے اہل خانہ سے خطاب فرمایا۔ رات 09:00 بجے کے قریب پیر ذوالفقار علی نقشبندی صاحب کے مرکز معہد الفقیر اسلامی جاکران کی عیادت کی۔

اتوار (29 مئی) کو صبح فیصل آباد پہنچے۔ 09:15 بجے سے ایک بجے تک حلقہ فیصل آباد کے رفقاء سے ملاقات کی اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ مبتدی و ملتزم رفقاء کی بیعت ہوئی۔ بعد نماز ظہر حلقہ کے ذمہ داران سے ملاقات، تعارف اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ بعد ازاں 04:30 بجے (قبل از عصر) مدرسہ جامعہ امدادیہ پہنچے۔ وہاں مفتی طیب صاحب سے ملاقات کی اور درجہ عالیہ کے فارغ التحصیل طلبہ سے تقریباً آدھ گھنٹہ خطاب کیا۔ اس کے بعد جامعہ سلفیہ جانا ہوا۔ مہتمم جامعہ یاسین ظفر صاحب اور اساتذہ سے ملاقات کی۔ ان سے قرآنی نصاب کے حوالے سے گفتگو رہی۔ وہ انسداد سود کے متعلق ایک مضمون لکھ رہے ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت میں دیگر معاملات کو چیلنج کرنے کے حوالے سے ہمیں ان کی رہنمائی اور تعاون حاصل رہے گا۔

پیر (30 مئی) کی صبح تقریباً پونے آٹھ بجے قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں ایک سالہ کورس کے طلبہ سے آدھ گھنٹہ خطاب کیا۔ بعد ازاں رفاہ یونیورسٹی جانا ہوا۔ وہاں پر طلبہ سے خطاب اور سوال و جواب کا پروگرام ہوا۔ وہاں سے فراغت کے بعد قرآن اکیڈمی واپسی ہوئی۔ مفتی مسعود ظفر صاحب سے ملاقات طے تھی، مگر وہ اپنے والد کی بیماری کی بنا پر تشریف نہ لا سکے۔ بعد ازاں لاہور واپسی ہوئی۔

منگل (31 مئی) کو دارالاسلام مرکز میں ایک سالہ کورس کے طلبہ سے صبح تقریباً ایک گھنٹہ تذکیری گفتگو کی۔ بعد ازاں شعبہ انگریزی و ناظم زکوٰۃ، شعبہ مالیات سے (آن لائن) اور شعبہ تعلیم و تربیت سے نماز ظہر تک میٹنگز کیں۔ بعد نماز ظہر شعبہ نظامت اور 4:30 بجے ناظم رابطہ، انتظامی و قانونی امور سے میٹنگ ہوئی، جو پونے سات بجے تک جاری رہی۔ ان مواقع پر نائب امیر بھی موجود رہے۔ بعد نماز مغرب ”امیر سے ملاقات“ کے پروگرام کی ریکارڈنگ کروائی۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 35 سال، تعلیم ایف اے، ذاتی کاروبار اور بیٹی، عمر 33 سال کے لیے لاہور سے دینی مزاج کے حامل رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0315-4030283

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، بیوہ، (ایک بیٹا 8 سال، بیٹیاں 5 اور 6 سال، بچے نانا کے ساتھ رہ سکتے ہیں) کاسٹ کوارئی (سندھ) کے لیے ملک کے کسی بھی علاقہ میں رہائشی دینی مزاج کے حامل ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0305-7163979

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم، آرائیں فیملی سے تعلق کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ایم فل اردو ادب، قد "3'.5، صوم و صلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ، تعلیم یافتہ اور برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-4831729

لوگوں پر تین احسان کیجئے!

❁ نفع نہیں دے سکتے تو نقصان نہ پہنچائیں۔

❁ خوش نہیں کر سکتے تو دُکھ نہ پہنچائیں۔

❁ تعریف نہیں کر سکتے تو برائی نہ کریں۔

A War with Allah *(SWT)* and His Prophet *(SAAW)*!?

It has been narrated by Abu Saeed Khudri*(RA)* that he heard the Messenger of Allah *(SAAW)* say, "Whoever of you sees an evil must then change it with his hand. If he does not possess the means and ability to do so, then [he must change it] with his tongue. And if he is not able to do so, then he must despise it in his heart [maintain persistent and genuine annoyance and displeasure against it]. And that is the slightest [effect of] faith." *(Recorded in Sahih Muslim)*.

The hadith thus establishes that it is a primary responsibility of the faithful believers, in particular their rulers, in an Islamic Society to check and prevent the evils and Munkarat prevalent in that society. The second part of the hadith enunciates that if the state is unwilling or unable to play its role in eradicating evils and Munkarat from the country, then the onus falls on the knowledgeable individuals, particularly the religious scholars and men of faith to wage a Jihad in order to inform and educate the general public of the ills prevalent in the society through their talks, speeches and writings. The hadith further elaborates that Muslims in general are required to at least maintain a persistent and genuine annoyance and displeasure against the evils and Munkarat in their hearts that are rampant in their country, when faced with such oppressive circumstances created by a brutal regime. It has been referred to as, "...the slightest [effect of] faith" in the hadith.

The bitter truth remains that our society at large is engaged in all of the evils and Munkarat. Of these ills, some are of an individual nature that occur due to the character flaws of a person, while others are 'collective' and are enforced upon the oppressed masses by the ruling elite. It is the religious and moral obligation of our incumbent rulers to eradicate the latter kind of ills with immediate effect or else they will be considered disloyal to the religion of Allah *(SWT)*. As far as the former category of ills is concerned, i.e., the sinful deeds done by people on an individual level, it is again the responsibility of a genuine Islamic State to arrange for the positive education and religious edification of the general public.

In fact, apart from polytheism, which is based on the personal belief system of an individual, the most heinous sin and the worst possible Munkar in the sight of Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)* is the consumption of Riba and all other forms of Riba-based transactions, which, unfortunately has pervaded in various shapes and forms in our economic system. The truth is that riba has become the cornerstone of the entire economic system of Pakistan. The degree of Allah's *(SWT)* displeasure and disapproval of an economy based on riba can be understood by reading those verses of Surah Al-Baqarah which were revealed after the outright prohibition of riba, thus, "O you who have believed, fear Allah and give up what remains [due to you] of riba, if you should be believers. And if you do not (stop engaging in transactions of riba), then be informed of a war [against you] from Allah and His Messenger..." *(Al-Baqarah, 2:278-279 part)* Is it not clear that these verses decree those involved in transaction of riba as rebels against Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)*, thus Allah *(SWT)* has declared a clearly manifested war against such rebels? Is it not worth pondering that Pakistan, since the day of its birth, has constantly been engaged in a war with Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)*? Are we not refusing to embrace Allah's *(SWT)* mercy, on purpose, by being engaged in an economic system based on riba? Does it need rocket science to understand that the benevolence of Allah *(SWT)* would never surround

riba? Does it need rocket science to understand that the benevolence of Allah *(SWT)* would never surround those who are rebelling against Him *(SWT)*? For what possible reason would Allah *(SWT)* help those who have rebelled against Him *(SWT)* and His beloved Messenger *(SAAW)*? Would those who have rebelled against Him *(SWT)* be treated the same as those who have submitted to Him *(SWT)*? Would He *(SWT)* not make his rebels an example of His *(SWT)* wrath for everyone to behold?

Let us now turn to the sayings of Allah's Messenger *(SAAW)* [Ahadith] regarding riba. The Prophet *(SAAW)* is reported to have said, "The sin of riba constitutes seventy (70) parts, the slightest of which is equivalent to a (depraved) man marrying his own mother." *(Recorded in Ibn e Majah)* Is there any more heinous and wicked of a sin that could be imagined! In another hadith, Jabir *(RA)* narrates that "The Messenger of Allah *(SAAW)* cursed the one who consumes riba and the one who pays it, the one who writes it down (records the transaction of riba) and the two who (sign/act as) witnesses to it (the transaction of riba), and he added: they are all the same (in sin)." *(Recorded in Sahih Muslim)*

It is, indeed, a sorry truth of Pakistan's history that the System of riba is being kept up and running, rather arrogantly, even today, despite the fact that the founder of our nation, had stated while inaugurating the building of the State Bank of Pakistan in 1948 that, "I shall watch with keenness the work of your Research Organization in evolving banking practices compatible with Islamic ideas of social and economic life. The economic system of the West has created almost insoluble problems for humanity and to many of us it appears that only a miracle can save it from disaster that is now facing the world..." *(Source: http://www.sbp.org.pk/about/history/h_moments .htm)* Apart from rebelling against Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)*, we have also dismissed this instruction given by the father of our nation and state officials adamantly declare that 'an economy based on riba is inevitable for Pakistan.'

It is only due to this blind adherence to the System of riba that Pakistan today has become a slave of the IMF and the World Bank and we have to accept and submit to every order that they give and make it part of our economic policy. Consequently, more than half of the population of Pakistan is forced to live below the poverty line. Poverty, hunger, unemployment and scarcity of resources to fulfill needs has become thefate of this nation. Inflation is rampant and every person living in Pakistan is indebted to International Money-lending institutions. During the last two decades alone, the per capita debt has risen from PKR 35,000 to more than PKR 190,000. Every new ruler of our country starts off by taking further loans from the bloodsucking international donor institutions, thus putting the nation further into grind and after lavishly 'spending' a major proportion of the borrowed money on personal luxury, considers it a 'great successstory'. This vicious and satanic cycle of borrowing debt and repaying on interest continues on and the economic situation of the country has now become worse than ever.

Many a religious scholars and other religious elements of the country have constantly been ringing the alarm bells against this evil and made efforts to direct the attention of our rulers towards this issue. However, the result has not been encouraging yet. Have our rulers decided that they would continue this war against Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)* and keep fueling it even further? Have they not considered the dreadful fate that awaits them in this world and in the Hereafter? Will they stop short of nothing but making the future of Pakistan as bleak and ominous as possible?

We pray to Allah *(SWT)* for saving us from such dreadful fate. *Aameen!*

Compiled*: The Nida-e-Khilafat Team*

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.23

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore